نمبر ۵۲ | ۸۔ رجب سنہ ۱۳۵۲ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۲۹ اکتوبر سنہ ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق ۲۶ اکتوبر چار بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو دو روز سے زکام اور پیچش کی شکایت ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو چند روز سے ضعف قلب کی شکایت ہے۔ احباب ان کی صحت و عافیت کے لئے بھی دعا کریں۔

جناب چودھری فتح محمد صاحب چند روز کی رخصت پر علاقہ سندھ کی اراضیات میں گئے ہیں۔ اور جناب مولوی فرزند علی صاحب ان کی جگہ قائم مقام ناظر اعلےٰ مقرر کئے گئے ہیں۔

مولانا غلام رسول صاحب راجیکی قریباً چار ماہ پشاور میں تبلیغی فرائض سرانجام دینے کے بعد واپس تشریف لے آئے ہیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

صحابہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل

(فرمودہ ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

"صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایسے وفادار۔ اور مطیع فرمان تھے۔ کہ کسی نبی کے شاگردوں میں ایسی نظیر نہیں ملتی ہے اور خدا کے احکام پر ایسے قائم تھے۔ کہ قرآن شریف ان کی تعریفوں سے بھرا پڑا ہے۔ لکھا ہے۔ کہ جب شراب کی حرمت کا حکم نافذ ہوا تو جس قدر شراب برتنوں میں تھی۔ وہ گرا دی گئی۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس قدر شراب بہی۔ کہ نالیاں بہ نکلیں۔ اور پھر کسی سے ایسا فعل شنیع سرزد نہ ہوا۔ اور وہ شراب کے پکے دشمن ہو گئے۔ دیکھو یہ کیسا ثبات اور استقلال علی الاطاعت تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت جس وفاداری۔ محبت۔ اور ارادت اور جوش سے انہوں نے کی۔ کبھی کسی نے نہیں کی۔ موسےٰ علیہ السلام کی جماعت کے حالات پڑھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کئی بار پتھراؤ کرنا چاہتی تھی اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے حواری تو ایسے کمزور اور ضعیف الاعتقاد تھے کہ خود عیسائیوں کو تسلیم کرنا پڑا ہے۔ اور حضرت مسیح آپ انجیل میں سست اعتقاد کا نام رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے استاد کے ساتھ سخت غداری کی۔ اور بیوفائی کا نمونہ دکھایا۔ کہ اس مصیبت کی گھڑی میں الگ ہو گئے۔ ایک نے گرفتار کرا دیا۔ دوسرے نے لعنت بھیجکر انکار کر دیا۔ مگر صحابہ ایسے ارادت مند اور جان نثار تھے کہ خود خدا تعالےٰ نے ان کی شہادت دی۔ کہ انہوں نے خدا تعالےٰ کی راہ میں جانوں تک دینے میں دریغ نہیں کیا۔ اور ہر صفت ایمان کی ان میں پائی جاتی ہے۔ عابد۔ زاہد۔ سخی۔ بہادر اور وفادار یہ شرائط ایمان کی کسی دوسری قوم میں نہیں پائی جاتیں"

(الحکم ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۲ء)

جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کا شکاگو میں ایک ہفتہ

تبلیغ اسلام میں دن رات مصروفیت

جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب نے جو تھوڑے عرصہ کے لئے لنڈن سے اہم سیاسی اغراض کے ماتحت امریکہ تشریف لے گئے تھے۔ جہاں نہایت قابلیت اور سرگرمی کے ساتھ ان اغراض کو پورا کرنے کی کوشش کی۔ وہاں تبلیغ اسلام کے متعلق بھی انہوں نے ہر ممکن کوشش کی۔ اور اس میں بے حد منہمک رہے۔ انہوں نے ایک ہفتہ شکاگو میں گزارا۔ مگر جس طرح گزارا۔ اس کی مختصر سی مگر شاندار کیفیت صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔ اے مبلغ امریکہ نے لکھکر بھیجی ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے دن رات تبلیغ اسلام میں صرف فرمایا۔ اور سوائے اس کے آپ کا کوئی اور شغل نہ رہا۔ شکاگو دنیا کا ایک بہت مشہور اور شاندار شہر ہے۔ اور جو شخص وہاں پہلی دفعہ جائے۔ اور صرف چند روز کے لئے جائے۔ اس کے دل میں قدرتی طور پر یہ خواہش پیدا ہو سکتی ہے۔ کہ شہر کے اہم مقامات دیکھے۔ اور شہر کی سیر کرے۔ لیکن جناب چودھری صاحب کا ایک منٹ بھی کسی اور کام میں صرف نہ گیا۔ انہوں نے اپنے آپ کو کلیتہً صوفی مطیع الرحمٰن صاحب مبلغ اسلام کے حوالے کر دیا۔ اور ان کی راہ نمائی میں دن رات تبلیغ اسلام میں مصروف رہے۔ ہماری دعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ جماعت احمدیہ کے اس درخشندہ گوہر کو بیش از بیش اپنی رضا حاصل کرنے اور اپنے دین کی خدمات بجا لانے کی توفیق بخشے۔ خیر و عافیت سے رکھے۔ اور کامیاب و بامراد واپس لائے۔

ذیل میں صوفی صاحب موصوف کی اطلاع درج کی جاتی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب ایک ہفتہ شکاگو میں قیام کرنے کے بعد کل ۷ ستمبر ٹورانٹو واپس تشریف لے گئے۔ میں ان کو الوداع کہنے کے لئے ڈیٹرائیٹ تک ساتھ آیا۔ عریضہ ہذا حوالہ ڈاک کر کے شکاگو کی طرف روانہ ہو رہا ہوں۔ چودھری صاحب کے سفر کی کیفیت تحریر کرنے سے اس وقت معذور ہوں۔ انشاء اللہ العزیز عنقریب مفصل رپورٹ تحریر کروں گا۔ صرف اتنا عرض کئے دیتا ہوں۔ کہ چودھری صاحب ہفتہ بھر خدمت دین میں مصروف رہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو میرے حوالہ کر دیا تھا۔ اور میں نے بھی بلا رحم کئے شبانہ روز ان سے خوب کام لیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے شکاگو میں کچھ بھی نہیں دیکھا۔ چودھری صاحب نے اپنے وسیع معلومات۔ ذہن رسا۔ اخلاق فاضلہ اور اعلےٰ روحانیت کے ذریعہ ان لوگوں کو گرویدہ اور مسحور کر لیا۔ جنہوں نے ان کی تقریریں سنیں۔ یا ان سے گفتگو کی۔ ان کا یہ سفر احمدیہ امریکن مشن کے لئے موجب صد ہزار برکات ثابت ہوا ہے۔

درخواست دعا

جناب خانصاحب ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر رامپور سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ کئی روز سے ان کی طبیعت ناساز ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالےٰ صحت بخشے۔ نیز صوفی عبد الغفور صاحب بہاولپور میں لیارمنہ میعادی بخار بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے بھی خاص طور پر دعا کی جائے۔

خاتم النبیین نمبر کے لئے

الفضل کے خاتم النبیین نمبر کے لئے احباب کرام مضامین نثر و نظم جلد ارسال فرمائیں زیادہ سے زیادہ ۶۔ نومبر تک آجانے چاہئیں۔

ڈاکٹر محمد یوسف صاحب آنریری مبلغ امریکہ کا اخلاص نامہ

احمدی نوجوانوں کے لئے قابل تقلید مثال

احباب کو معلوم ہے۔ ڈاکٹر محمد یوسف صاحب جہلمی امریکہ میں سلسلہ احمدیہ کے آنریری مبلغ ہیں۔ اور نہایت محنت اور سرگرمی سے تبلیغی خدمات سرانجام دیتے رہتے۔ اور نومسلموں کی تعلیم و تربیت میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کے ذریعہ سے بہت سے لوگوں کو خدا تعالےٰ نے اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ اور کئی مقامات پر احمدی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ انہیں جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کی طرف سے لکھا گیا تھا۔ کہ وہ احمدیہ جماعتیں جو ان کے ذریعہ قائم ہوئی ہیں۔ ان کا مرکز کے ساتھ مضبوط تعلق پیدا کریں۔ نیز نومسلمین کو اشاعت اسلام کے لئے مالی قربانی کی طرف توجہ دلائیں۔ اور ان سے جو چندہ وصول ہو۔ اس کا ایک حصہ مرکز میں ارسال کیا کریں۔

اس کے جواب میں انہوں نے جو خط لکھا ہے۔ اس سے ان کا اخلاص اور نظام سلسلہ کا احترام نہایت نمایاں طور پر ظاہر ہے۔ اور وہ اس لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے دوسرے نوجوان ان کی مثال کو پیش نظر رکھتے ہوئے خدمت دین میں حصہ لیں۔ یعنی دنیا کے دور دراز ممالک میں جا کر سلسلہ کے آنریری مبلغین کی حیثیت سے کام کریں۔

ڈاکٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں:۔

مکرم معظم جناب ناظر صاحب دفتر دعوت و تبلیغ۔ قادیان۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

جناب کا نوازشنامہ ملا۔ جس میں آپ نے تحریک فرمائی ہے۔ کہ جماعت کا مرکز کے ساتھ تعلق پیدا کرنا ضروری ہے۔ نیز ماہواری چندہ کا چوتھا حصہ قادیان بیت المال میں آنا چاہیئے۔ سو اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ میں نے جماعت کے چندہ کا چوتھا حصہ قادیان بھیجنا شروع کیا تھا۔ اور بیت المال میں اس کا ریکارڈ ہو گا۔ مگر پھر ملک کی اقتصادی حالت ایسی بگڑی۔ کہ میں اس کام کو جاری نہ رکھ سکا اور ہمارے مشنوں کی یہ حالت ہو گئی۔ کہ ہمارے لئے ہال کا کرایہ ادا کرنا بھی محال ہو گیا۔ کیونکہ ۹۵ فیصدی جماعت کے ممبر حکومت کے اداروں میں کام کر کے گزارہ کرتے تھے۔ اور باقی بھی بہت مشکلات میں گزرتے رہے۔ بہر حال میں نے چند ہفتوں سے یہ تحریک شروع کی ہوئی ہے۔ اور امید ہے کہ آئندہ ماہ میں کچھ چندہ وصول ہو گا۔ جسے میں انشاء اللہ باقاعدہ بیت المال میں ارسال کرونگا۔ خواہ کم ہو یا زیادہ۔ مجھے اس بات کا ہر وقت خود خیال رہتا ہے۔ کیونکہ یہ میرا ذاتی مشن یا کام نہیں ہے۔ بلکہ یہ خدا کا اور اس کے رسول کا کام ہے۔ اور رسول کا جانشین جو حکم دے۔ اس پر عمل کرنا میں اپنی نجات کا باعث سمجھتا ہوں۔ اگر میرے کام میں کوئی غلطی ہو۔ یا لاپرواہی نظر آئے۔ تو آپ ضرور مجھے اطلاع فرمایا کریں۔ اور یہ خیال نہ فرمائیں۔ کہ مجھے مرکز سے کوئی مدد نہیں ملتی۔ میرے ماتحت اس وقت ۹ شہروں میں مشن کام کر رہے ہیں۔ ان شہروں میں ہم نے ہال کرائے پر لئے ہوئے ہیں۔ ابھی تک کسی جگہ مسجد نہیں بنائی جا سکی۔ مگر سال رواں میں انشاء اللہ مسجد بنانے کے لئے زبردست تحریک کرنے کا ارادہ ہے۔ کیونکہ اب اقتصادی حالات بدل رہے ہیں۔ یہاں پر ایک مسجد بنانے کے لئے کم از کم ایک لاکھ روپیہ درکار ہے۔ میں خود مختار ہو کر کام کرنا نہیں چاہتا۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ وہ وقت نہ لائے کہ میں کوئی کام خلیفۂ وقت کے حکم کے خلاف کروں۔ آپ جس وقت چاہیں۔ یہ تمام مشن مجھ سے لے کر کسی اور کے سپرد کر سکتے ہیں۔ گزشتہ دو رات سے یہاں پر پبلک لیکچر دے رہا ہوں۔ اور ۴ اصحاب اسلام قبول کر چکے۔ الحمد للہ ان کے لئے دعا خیر فرمائیں۔ کشمیر ریلیف فنڈ کے لئے ۳۰ روپے ۸ آنے چندہ جمع ہوا ہے۔ جو کہ بیت المال میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۵۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۸ ۔ رجب ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

مسلمانوں پر ہندوؤں کی متحدہ یورش

شدھی کے ذریعہ اسلام کو مٹانے کی کوشش

ہندوؤں کا مظاہرہ

کئی سال کی تیاریوں کے بعد "دیانند اردھ شتابدی" کے نام سے اجمیر میں ہر خیال اور ہر طبقہ کے ہندوؤں کا جو اجتماع حال میں ہوا۔ اور جو کئی دن تک رہا۔ اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد کم از کم ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔ اور صرف کرایہ ریل کے اخراجات کا اندازہ ۵۰ - لاکھ قرار دیا گیا ہے۔ اس میں کئی دن تک ہندوؤں نے اپنی طاقت اور قوت کا کئی رنگوں میں مظاہرہ کیا۔ جلوس نکالے۔ اور ایسے رنگ میں نکالے "جس طرح کوئی فوج مارچ کرتی ہے" (پرتاپ ۲۱- اکتوبر) "آریہ نگر" بسایا۔ اور اس شان سے بسایا گیا۔ جیسا کہ کسی فوج نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہوں" ۔ جوش و خروش کا اظہار کیا گیا۔ جس کا یہ عالم تھا۔ کہ "پانچ پانچ دس دس منٹ کے بعد آریہ نوجوانوں کی ٹولیاں آریہ نگر کے بازاروں سے دیانند کی جے کے نعرے لگاتی ہوئی گزرتی تھیں" اور "اکثر لوگ مستی میں جھوم رہے تھے" نعرے لگائے گئے۔ اور "قدم قدم پر رشی دیانند کی جے۔ ویدک دھرم کی جے۔ سوامی شردھانند کی جے۔ شہیدان آریہ سماج کی جے وغیرہ وغیرہ نعرے لگائے جاتے رہے" جھنڈے لہرائے گئے۔ حتیٰ کہ "درختوں پر اوم کے جھنڈے لہرائے گئے" (پرتاپ ۱۹ ؍ اکتوبر) گویا ہر رنگ۔ اور ہر طریق سے ہر فرقہ اور ہر عقیدہ کے ہندوؤں نے آریوں کی سرکردگی میں ان آریوں کی سرکردگی میں جو اپنی فتنہ پرور حرکات۔ اور اپنے وحشی کی خلاف امن تعلیم کی وجہ سے خاص شہرت رکھتے ہیں۔ اپنی طاقت اور قوت کا زیادہ سے زیادہ مظاہرہ کیا ؛

مہاسبھا کا اجلاس

پھر اسی موقعہ پر آل انڈیا ہندو مہاسبھا کا اجلاس بھائی پرمانند جی کی صدارت میں منعقد کیا گیا۔ جس میں ایک طرف تو سیاسی امور کے متعلق مسلمانوں سے کوئی سمجھوتہ اور اتحاد کرنے سے قطعاً انکار کر دیا گیا۔ اور دوسری طرف حکومت سے کہدیا گیا۔ کہ اگر وہ اس ملک میں رہنا چاہتی ہے۔ تو ہندوؤں سے صلح کر کے رہے۔ ان سے بگاڑ کر رہنا اس کے لئے اچھا نہیں ہوگا۔ نیز اسی سلسلہ میں حکومت سے بکمال رضا و رغبت اتحاد عمل کرنے اور برطانی اقتدار کے نیچے صابر و شاکر بن کر رہنے کا اقرار کیا گیا۔ بشرطیکہ حکومت مسلمانوں کو ہندوؤں کے حوالے کر دے ؛

مسلمانوں کے خلاف جدید محاذ جنگ

پھر اس مدعا میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کے خلاف "جدید محاذ جنگ" قائم کرتے ہوئے "سیوا سنگھ" کے نام سے رضا کاروں کی ایک فوج تیار کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اور اس کے لئے پچاس ہزار کے قریب روپیہ آناً فاناً جمع کر لیا۔ آریہ دیوی کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس کا مقصد ہندو عورتوں کو طاقت ور۔ اور زور آور بنا کر ہٹھ بند رہنے کی تلقین کرنا تھی۔ جات پات توڑک کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس کی غرض اچھوتوں کو اپنے لئے آلۂ کار بنانا تھی۔ آریہ متحدہ راجپوت کانفرنس کی گئی۔ جس کا مقصد مرہٹوں کو راجپوت قرار دے کر اپنے جنگی عنصر کو بڑھانا تھی۔ ان کے علاوہ اور بھی بیسیوں کانفرنسیں کی گئیں ؛

مسلمانوں کے مذہب پر یورش

یہ سب کچھ تو سیاسی پہلو سے کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں پر مذہبی لحاظ سے یورش کرنے کے لئے جو کچھ کیا گیا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ دیانند اردھ شتابدی کے صدر شاہپورہ کے رئیس نے اپنے صدارتی ایڈریس میں کہا۔ "آریوں کے سامنے سارے سنسار کو آریہ بناؤ کا نصب العین ہے" "آریہ سماج کو اپنی طاقت دیہات میں دھرم پرچار کی طرف لگانی چاہیئے" "آریہ لوگ پریم کے ساتھ آپس میں رہتے ہوئے رشی دیانند کے دکھائے ہوئے رستہ پر خود چلیں۔ اور دُنیا کے سامنے بھی ایک اونچا آدرش رکھ کر اس کا پرچار کرنے میں کامیاب ہوں" (پرتاپ ۱۹- اکتوبر)

شدھی کانفرنس

اس کے بعد قریباً ہر لیکچرار نے شدھی اور سنگھٹن پر زور دیا۔ علاوہ ازیں "شدھی کانفرنس" "دھوم دھام" سے منعقد کی گئی۔ جس کے صدر مہاتما ہنسراج جی نے ہندوؤں کو ہر ممکن طریق سے مسلمانوں کے خلاف مشتعل کرنے اور انہیں ارتداد کے گڑھے میں گرانے کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ شدھی کی ضرورت بیان کرتے ہوئے کہا:-

"کشمیر میں پچھلے دنوں ہندوؤں پر جو مظالم توڑے گئے۔ ان سے شدھی کی ضرورت اور بھی واضح ہو گئی ہے۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ کے وقت یہ تمام کشمیر کے مسلمان شدھ ہونے کے لئے تیار تھے۔ لیکن راجپوتوں نے نہ مانا۔ اب وہی ان کی جان کے دشمن بن رہے ہیں"

پھر الور کے میواتیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

"آج میواتی ہندوؤں کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ شدھی کے کام کو بڑھایا جائے"

(پرتاپ ۲۵ ؍ اکتوبر)

مسلمانوں کو مرتد کرنے کا بہانہ

گویا کشمیر اور الور کے مسلمانوں نے ان مظالم اور حق تلفیوں کے خلاف جن کے عرصۂ دراز سے وُہ شکار ہو رہے ہیں۔ جو آواز اٹھائی ہے۔ اور اپنے ملکی و سیاسی حقوق کے متعلق جو بالکل ابتدائی مطالبات پیش کئے ہیں۔ اور جن کی پاداش میں انہیں خوفناک تشدد اور جبر کا نشانہ بننا پڑا ہے۔ وُہ ان کے مظالم ہیں۔ جو ہندوؤں پر انہوں نے توڑے۔ اور اس وجہ سے ہندوؤں پر ان کی شدھی کی ضرورت اور بھی واضح ہو گئی ہے۔ گویا ہندو ریاستوں میں بسنے والے مسلمانوں کو ان کے حقوق دینے کی بجائے شدھی کے ذریعہ ان کا نام و نشان ہی مٹا دینے کا تہیہ کر لیا گیا ہے۔ تاکہ نہ کوئی مسلمان باقی رہے۔ اور نہ اپنے حقوق کا مطالبہ کر سکے۔ یہی سلوک وُہ برطانی ہند کے مسلمانوں کے ساتھ کرنا اپنا فرض سمجھتے۔ اور اس کے لئے پہلے سے زیادہ تیاریاں کر رہے ہیں۔ چنانچہ شدھی کانفرنس میں بھائی پرمانند نے ہی جو ہندو مہاسبھا میں مسلمانوں کے خلاف اعلانِ جنگ کر چکے ہیں۔ یہ ریزولیوشن پیش کیا۔ کہ "یہ سمیلن شدھی کے کام کو نہایت ضروری اور مفید سمجھتا ہوا ہندو ماتر کا دھیان اس طرف آکرشت کرتا ہے۔ کہ اس کام کی من دھن سے سہایتا کریں۔ اور جلد از جلد ہر جگہ شدھی سبھائیں قائم کریں" ؛

یہ قرارداد متفقہ طور پر پاس کی گئی۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ تمام ہندوؤں نے متحدہ طور پر یہ قرار دے لیا ہے۔ کہ وُہ مسلمانوں

سے اُن کا مذہب چھڑا کر ارتداد کے گڑھے میں گرا دیں۔ اور اس کے لئے ہر ممکن کوشش عمل میں لائیں؎

کانگرسی ہندو کیا کہتے ہیں؟

بھائی پرمانند نے ہندوؤں کو جلد سے جلد یہ جدوجہد انتہائی سرگرمی کے ساتھ شروع کرنے اور جلد سے جلد سرانجام دینے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا۔

"کانگرسی ہندو کہتے ہیں۔ ابھی ان باتوں کو نہ چھیڑو۔ پہلے آزادی حاصل کر لو۔ میں کہتا ہوں۔ کہ ممکن ہے۔ آزادی حاصل کرنے میں ہمیں سو سال لگ جائیں" (پرتاپ ۲۵ ر اکتوبر)

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کانگرسی ہندو جن میں گاندھی جی بھی شامل ہیں۔ شدھی کے ذریعہ مسلمانوں کا خاتمہ کر دینے کے منصوبہ میں دوسرے ہندوؤں کے ساتھ متفق ہیں۔ البتہ وُہ یہ کہتے ہیں۔ کہ پہلے آزادی حاصل کر لو۔ اس کے بعد مسلمانوں کو شدھ کرنے کی مہم شروع کی جائے گی؎

کانگرسی ہندوؤں کا طریق عمل

کانگرسی ہندوؤں کا طریق عمل بھی اس کی پوری پوری تصدیق کر رہا ہے۔ وُہ مسلمانوں سے یہ تو کہتے ہیں۔ کہ مادر ہند کو آزاد کرانے اور سوراجیہ حاصل کرنے کے لئے کانگرس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاؤ۔ لیکن جب مسلمان اپنے حقوق کا تصفیہ چاہتے ہیں۔ تو کہدیا جاتا ہے۔ یہ ذکر نہ کرو۔ جب آزادی حاصل ہو جائے گی۔ اس کے بعد فیصلہ کر لیں گے۔ آزادی حاصل ہونے کے بعد جو فیصلہ وُہ کریں گے۔ بھائی پرمانند نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور وُہ یہی ہے۔ کہ اس وقت کانگرسی ہندو بھی شدھی کو کامیاب بنانے میں مصروف ہو جائیں گے؎

مسلمانوں کیلئے خطرناک حالات

علاوہ ازیں بھائی جی کے الفاظ سے یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ عام طور پر ہندو ملک کی آزادی اور سوراجیہ کے حصول کو۔ نظر انداز کر چکے ہیں۔ اور اب وُہ کلیتہً مسلمانوں کے خلاف سیاسی اور مذہبی جنگ میں مصروف ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ ان کے لئے کیسے خطرناک حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ اور ان حالات میں انہیں اپنے مذہب اور اپنے آپ کو ہندوؤں کی یورش سے محفوظ رکھنے کے لئے کس قدر جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے؎

جماعت احمدیہ ہر قربانی کے لئے تیار ہے

سیاسی پہلو سے ہندوؤں کے حملہ کی مدافعت کرنے کے لئے تو مسلمانوں کے سیاسی لیڈروں کا فرض ہے۔ کہ میدان میں نکلیں۔ اور ایسا متحدہ محاذ قائم کریں۔ کہ ہندوؤں کو اس میں رخنے پیدا کرنے میں ناکامی حاصل ہو۔ اور وُہ اپنے منصوبوں میں کھُلی کھُلی ناکامی و نامرادی دیکھ لیں۔ البتہ مذہبی لحاظ سے ہندوؤں کے مقابلہ کے لئے جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر ممکن سعی اور کوشش کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ اور اس کے لئے وُہ کوئی بڑی سے بڑی قربانی کرنے سے دریغ نہ کرے گی؎

کیا کرنا چاہیئے؟

یہ ظاہر ہے۔ کہ ہندو شدھی کا شکار بنانے کے لئے انہی لوگوں کی طرف رُخ کر سکتے ہیں۔ جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ مگر اسلام کی تعلیم سے بالکل ناواقف ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وُہ دیہاتی لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے درپے ہو رہے ہیں۔ اس لئے سب سے ضروری بات یہ ہے۔ کہ جاہل اور ناواقف مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم سے واقف کیا جائے۔ اور انہیں اسلام پر پختہ بنایا جائے۔ جماعت احمدیہ اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق یہ فرض سرانجام دینے میں مصروف ہے۔ مگر کام کی وسعت کے لحاظ سے ضرورت ہے۔ کہ ہر وُہ شخص جس کے دل میں اسلام کا درد ہے۔ اور جو مسلمانوں کو اغیار کے حملوں سے بچانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اس طرف متوجہ ہو۔ اور دین سے ناواقف لوگوں کے دلوں میں اسلام کی محبت اور الفت پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ حالات نہایت نازک صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ ہندو سیاسی اور مذہبی دونوں پہلوؤں سے مسلمانوں کے خلاف صف بستہ ہو گئے ہیں۔ اور متحدہ طور پر انہوں نے یورش شروع کر دی ہے۔ اس وقت بھی اگر مسلمان بیدار نہ ہوئے تو جو کچھ نتیجہ ہو سکتا ہے ظاہر ہے؎

ہندو بزدلوں کی جماعت

بھائی پرمانند نے اپنے صدارتی ایڈریس میں جابجا یہ رونا رویا ہے۔ کہ "مسلمانوں اور گورنمنٹ برطانیہ میں دوستی ہے" "مسلمانوں کو جنہوں نے سیاسی ایجی ٹیشن میں ابھی تک کوئی حصہ نہیں لیا۔ سیاسی حقوق کا اتنا بڑا حصہ دیا گیا ہے۔ کہ اگر ہندو ان تجویزوں کو چپکے سے منظور کر لیں۔ تو ان کو دوہری غلامی بھگتنی پڑے گی" "مسلمانوں میں نہ کبھی سوراجیہ کے لئے خواہش پیدا ہوئی۔ اور نہ اس کے لئے انہوں نے کبھی کوشش ہی کی" لیکن خود بھائی جی۔ اور ان کی ہندو سبھا کی جو حقیقت ہندوؤں کی نگاہ میں ہے۔ اور وُہ ملک کی آزادی کے لئے جو شاندار خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان کا پتہ "پرتاپ" (۲۴ ر اکتوبر) کے حسب ذیل الفاظ سے لگ سکتا ہے :-

"ہندو سبھا ٹوڈیوں کی جماعت بن رہی ہے۔ اس میں زیادہ تر وُہ لوگ شامل ہو رہے ہیں۔ جو گورنمنٹ کو ناراض کرنا نہیں چاہتے۔ اور اس کے ساتھ ہی پبلک کی نظروں میں بھی رہنا چاہتے ہیں۔ ان کی شمولیت نے ہندو مہا سبھا کو بزدلوں کی جماعت بنا دیا ہے۔ جو خود کچھ کرنے کے قابل نہیں۔ کسی اور کو کرنے نہیں دیتے"

یہی وجہ ہے۔ کہ ہندو روز بروز حکومت کی طرف جھکتے جا رہے ہیں اور ہندو مہاسبھا نے تو کھلم کھلا حکومت سے تعاون کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ جن لوگوں کی اپنی یہ حالت ہو۔ انہیں آزادی ملک کے متعلق مسلمانوں کے خلاف زبانِ طعن دراز کرتے ہوئے کچھ تو شرمانا چاہیئے؎

دیہاتی سکھوں کی وحشت اور حکومت کی غفلت

معلوم نہیں سکھوں کی سمجھ یہ بات کبھی آئیگی۔ یا نہیں۔ کہ ان کا اپنی پُرانی اور مشہور عام روایات کا اعادہ کرتے رہنا ان کے لئے کوئی فخر کی بات نہیں۔ بلکہ شریف اور مہذب دُنیا میں نہایت ندامت اور ذلت کا موجب ہے۔ پنجاب میں سکھ بحیثیت مجموعی اقلیت میں ہیں۔ اور اس وجہ سے اپنے آپ کو خاص مراعات کا مستحق قرار دیتے ہیں۔ لیکن جن دیہاتوں میں ان کی اکثریت ہے۔ وہاں کی اقلیتوں اور خاص کر مسلمانوں کو ذلیل و رسوا کرنے حتیٰ کہ انہیں مذہبی امُور کی ادائیگی سے روکنے میں ذرا بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔ اور انتہائی تشدد پر اتر آتے ہیں۔ اس قسم کے متعدد حادثات اس وقت تک ہو چکے ہیں کہ سکھوں نے مسلمانوں کو مسجد بنانے۔ یا اذان کہنے کی وجہ سے بے دریغ قتل کر دیا۔ تازہ واقعہ یہ ہے۔ کہ موضع جگو والہ ضلع لاہور میں ۱۷۔ اکتوبر کو صبح کے وقت ایک مسلمان جب اذان کہہ کر نماز پڑھنے لگا۔ تو سکھوں کی ایک مسلح پارٹی غیظ و غضب سے دیوانہ ہو کر مسجد میں گھُس آئی۔ اور اس مسلمان کو بحالت نماز اس قدر پیٹا کہ وُہ جانبر نہ ہو سکا۔ آخر پولیس نے پہونچ کر آٹھ سکھوں کو گرفتار کر لیا۔ اور کچھ روپوش ہو گئے ہیں؎

اگر ان سکھوں میں جو اس قسم کے افعال شنیعہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ علم و عقل کا ذرہ بھی ہو۔ تو انہیں معلوم ہو۔ کہ اذان میں کوئی لفظ ایسا نہیں۔ جو کسی مذہب و ملت کے انسان کے لئے موجب دل آزاری ہو۔ وُہ تو نماز کے لئے بُلانے کا اعلان ہے۔ اور ایسے پاکیزہ الفاظ میں اعلان ہے۔ کہ دُنیا کا کوئی مذہب اس کے مقابلہ میں اپنا کوئی اعلان پیش نہیں کر سکتا۔ پھر اس پر بگڑنے اور قتل کرنے کے لئے آمادہ ہونے کی وجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ سکھوں کو جو روایات ورثہ میں ملی ہیں۔ باوجود اس کے کہ زمانہ بہت ترقی کر گیا ہے۔ وُہ ابھی تک ان کے حامل ہیں۔ اور جہاں ان کا بس چلتا ہے۔ وہاں انتہائی وحشت اور درندگی کا اظہار کرنے سے باز نہیں رہتے۔ معلوم نہیں۔ حکومت بھی کیوں اس بارے میں سخت غفلت اور کوتاہی سے کام لے رہی ہے۔ اور کیوں ان دیہات میں جہاں مسلمانوں کو اذان دینے سے جبراً روکا جاتا ہے۔ ایسا انتظام نہیں کرتی۔ کہ سکھ اپنی وحشت کا اظہار کرتے ہوئے مسلمانوں کے مذہبی امُور میں مداخلت نہ کر سکیں؎

احمدیت کے خلاف "سیاست" کا سلسلہ مضامین

(۱۲)

سید حبیب صاحب اور غیر مبایعین

"پیغام صلح" کے حملے

سید صاحب نے اپنے مضمون کی قسط ہشتم کے آخری حصہ اور قسط نہم میں پہلے مولوی محمد علی صاحب کی وہ ابتدائی تحریریں پیش کی ہیں۔ جن میں مولوی صاحب موصوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی قرار دیتے رہے ہیں۔ اس کے بعد قسط دہم اور یازدہم میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ تحریریں پیش کی ہیں۔ جن میں حضور علیہ السلام نے دعویٰ نبوت کیا۔ اور ان کا جواب غیر مبایع حضرات سے طلب کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ وہ ان تحریروں کی اپنے اس موجودہ عقیدہ سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا مطابقت کر کے دکھائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات کی تاویل پیش کریں۔ سید صاحب کے مضمون کے اس حصہ کا براہ راست ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اور اس وجہ سے میرا قطعاً یہ ارادہ نہ تھا۔ کہ اس کے متعلق اظہار خیال کروں۔ کیونکہ سید صاحب نے اس میں جس گروہ کو مخاطب کر کے اپنے نقطۂ خیال کی وضاحت کی دعوت دی ہے۔ اسی کا حق تھا۔ کہ وہ اس کا جواب دے۔ لہٰذا ایسی صورت میں ہماری طرف سے اس میں دخل دینا چنداں ضروری نہ تھا۔ لیکن "پیغام صلح" میں سید صاحب کے مضمون کے اس حصہ کا جو جواب شایع ہو رہا ہے۔ اس میں مضمون نگار صاحب نے خواہ مخواہ بلا تعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اور حضورؓ کی جماعت کا نہایت نازیبا الفاظ میں ذکر کر کے حملے کئے ہیں۔ لہٰذا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس طرح جو غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کا سدباب کرنے کے لئے "پیغام صلح" میں اس ضمن میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس پر برعایت اختصار کسی قدر اظہار خیال کیا جائے۔

مولوی محمد علی صاحب کی ناکامی

مولوی محمد علی صاحب نے غیر احمدیوں کو اپنے قریب لانے بلکہ حق یہ ہے۔ کہ خود ان کے قریب ہونے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں افتراق کی بنیاد رکھی۔ اور حضورؑ کے صریح ارشادات کی ناقابل قبول تاویلات کی بنا پر ۱۹۱۴ء کے بعد اپنے سابقہ مسلک کو خیر باد کہتے ہوئے جب یہ اعلان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ نبوت نہیں کیا اور غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنا اور انہیں لڑکیاں دینا جائز ہے نیز یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ ماننے والے کافر نہیں۔ تو آپ کا اس وقت یہ خیال تھا۔ کہ اس طرح آپ غیر احمدیوں میں ہر دلعزیزی حاصل کر لیں گے۔ اور لوگوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجدد ماننے میں کوئی عذر نہ رہے گا۔ اس طرح آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رتبہ اور مقام کو کم کر کے مسلمانوں کی ایک کثیر جماعت کو اپنی طرف کھینچ لیں گے۔ مگر افسوس کہ مولوی صاحب کی یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ آپ کی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں۔ اور ان کی حقیقت ایک سراب سے زیادہ ثابت نہ ہوئی۔

مولوی محمدؐ علی صاحب کو کیا ملا؟

مولوی صاحب موصوف نہ اپنی اختلاف سے پیشتر کی تحریرات اور نہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسئلہ نبوت اور تکفیر غیر احمدیان غیر مسائل میں واضح تحریرات کی کوئی معقول تاویل پیش کر سکے۔ اسی لئے جماعت احمدیہ میں سے سوائے چند ایسے نفوس کے جن کی طبائع کا رجحان مولوی صاحب کے اس میلان سے کہ غیر احمدیوں کا قرب حاصل کرنا چاہیئے موافق تھا۔ کوئی آپ کے ساتھ نہ ہوا۔ اور آپ نے لاہور میں جا کر ہر دلعزیزی کے اس نسخہ کو استعمال کرنا شروع کر دیا۔ موقعہ بے موقعہ اور جا بیجا یہ کہنے لگے۔ کہ "جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد" "قادیانی جماعت" کے عقائد سے بالکل مختلف اور جداگانہ ہیں۔ لہٰذا اگر کسی کو بُرا بھلا کہنا ہو۔ تو وہ اپنا روئے سخن قادیانیوں کی طرف رکھے۔ اور ہمیں اپنی طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنائے۔ بلکہ بعض مواقع پر تو جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں کو سخت اکسایا بھی گیا۔ مگر وائے قسمت کہ مولوی صاحب کو اس طرح خاک چھانتے ہوئے آج بیس سال کا عرصہ گزر گیا۔ لیکن ان کے غیر احمدی دوستوں کو آج تک یہ یقین نہ آیا کہ آپ دل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی نہیں مانتے۔ یا یہ کہ غیر احمدیوں کو کافر نہیں سمجھتے۔ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان کی طرف سے آپ کو تقیہ باز اور منافق وغیرہ کے خطابات دیئے گئے۔ ہر نیا روز آپ کے لئے محرومی کا پیغام لایا۔ اور منزل مقصود دور سے دور تر ہوتی چلی گئی اور آپ کو یہ معلوم ہو گیا۔ کہ حق و صداقت کو چھوڑ کر نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

میرے پہلو سے گیا پالا ستمگر سے پڑا
مل گئی اے دل تجھے کفران نعمت کی سزا

مولوی محمد علی صاحب سید حبیب صاحب کی نظر میں

سید حبیب صاحب نے مولوی صاحب موصوف کی ان تحریرات کے علاوہ جن میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول مانا ہے۔ اپنے بعض ذاتی تجربات بھی لکھے ہیں۔ جن سے انہوں نے ثابت کیا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب گو ظاہر یہ کرتے ہیں۔ کہ وہ مکفر غیر احمدیوں کے سوا باقی مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ مگر واقعات یہ ہیں۔ کہ مولوی صاحب ایسا نہیں کرتے۔ چنانچہ سید صاحب اپنے مضمون کی قسط نہم میں لکھتے ہیں۔

"مولوی محمد علی صاحب نے پچھلے دنوں اپنی جماعت کے عقائد کے متعلق ایک اعلان لاکھوں کی تعداد میں شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا۔ کہ ہم مکفر مسلمانوں کے سوا سب کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ مگر یہ صحیح نہیں۔ میں ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کی جماعت کے آدمی کسی غیر احمدی مسلمان کے پیچھے نماز ادا نہیں کرتے۔ میں خود اس غلط فہمی میں مبتلا تھا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کی جماعت کے دوست مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے۔ اور وہ مسلمانوں کے پیچھے نماز ادا کر لیتے ہیں۔ اس لئے میں نے تین مختلف مواقع پر مولوی صاحب کے پیچھے نماز ادا کی لیکن ایک دفعہ جب یہ بحث چھڑی۔ تو مولوی صاحب نے کہا۔ کہ ہم تو سید حبیب صاحب کے پیچھے نماز پڑھنے پر تیار ہیں لیکن پھر خود ہی فرمایا۔ کہ ہم سمجھ لیتے ہیں۔ کہ ایک نماز نہیں ہوئی۔ اس ایک فقرہ نے وہ کام کیا۔ جو ہزاروں دلیلیں اور لاکھوں تحریریں نہ کر سکتیں۔ میری آنکھوں کے سامنے سے وہ پردہ ہٹ گیا۔ اور میں نے تینوں نمازیں دہرائیں۔ اور توبہ کی"۔

مولوی محمدؐ علی صاحب کا جواب

اس کے جواب میں مولوی صاحب نے ایک خط ڈلہوزی سے سید صاحب کو لکھا۔ جو سیاست مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۳۳ء میں شایع ہو چکا ہے۔ اس میں آپ نے واقعہ کی صحت کا تو اقرار کیا مگر اپنے الفاظ کی تاویل کرتے ہوئے لکھا۔ کہ یہ الفاظ مذاقیہ رنگ میں کہے گئے تھے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ میرے الفاظ کا ہرگز وہ منشا،

نہ تھا۔ جو آپ نے اپنے اخبار میں پیش کیا ہے۔ بلکہ آپ کی مذاقیہ بات کے جواب میں میں نے بھی مذاقیہ طور پر ہی وہ الفاظ کہے تھے۔ میں اگر آپ کو دھوکا بھی دے لوں۔ تو اپنی جماعت کو دھوکا نہیں دے سکتا اور آپ کا یہ خیال غلط ہے۔ کہ ہم لوگ صرف موُنہ سے یہ کہتے ہیں کہ ہم اس شخص کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ جو حضرت مرزا صاحب کو کافر نہ کہتا ہو۔ اور فی الواقعہ ایسا نہیں کرتے۔ یہ ہماری جماعت کا مسلمہ فیصلہ ہے۔ اور دوسرے دوستوں کے علاوہ میں نے خود ایسا کیا ہے۔ اور اگر آپ پسند کریں۔ تو جب چاہیں لاہور میں ایک اجتماع کسی نماز کے وقت کریں۔ میں بھی اپنی جماعت کے ساتھ اس اجتماع میں شامل ہوں گا۔ اور جو شخص اس مجمع میں سے اعلان کر دے۔ کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو مسلمان سمجھتا ہے۔ کافر نہیں کہتا۔ اور کسی کلمہ گو کی تکفیر نہیں کرتا۔ میں اپنی ساری جماعت کے ساتھ اس کے پیچھے نماز ادا کر دوں گا۔ اور یہ بھی دریافت نہیں کروں گا۔ کہ وہ اہلسنت میں سے ہے۔ یا اہل تشیع میں سے۔ مقلد ہے یا غیر مقلد۔ حنفی ہے یا شافعی یا حنبلی۔ آمین کس طرح کہتا ہے ہاتھ کہاں باندھتا ہے یا کھلے ہی چھوڑتا ہے۔ اگر آپ اس طریق فیصلہ پر راضی ہیں۔ تو صرف ایک لاہور نہیں۔ پنجاب کے ہر بڑے شہر میں آپ میرے ساتھ چلیں۔ اور میں اسی طرح اپنی جماعت کے ساتھ غیر مکفر کے پیچھے نماز پڑھنے کا عملی ثبوت دینے کے لئے تیار ہوں" ۔

ناظرین مولوی صاحب کی دریا دلی اور وسعت قلبی ملاحظہ فرمائیں کہ وہ کس طرح تلافی مافات کے لئے تیار ہیں۔ مگر سید صاحب ہیں کہ انہیں یہ یقین ہی نہیں آتا۔ کہ آپ دل سے یہ باتیں کہہ رہے ہیں۔ چنانچہ سید صاحب اس خط کو شائع کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "مولانا ۔ ۔ ۔ ۔ اگر اپنے حافظہ پر زور ڈالیں گے۔ تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ ان واقعات کی ترتیب میں ان سے غلطی ہوئی ہے"۔ میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ کہ اس جھگڑے میں فریقین میں سے کون حق پر ہے۔ کیونکہ یہ میرا کام اور منصب نہیں۔ مگر اس واقعہ کو یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کی جماعت جن لوگوں کو خوش کرنا چاہتی ہے۔ انہیں خوش کرنے میں وہ کامیاب نہیں ہوئی ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم ۔ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

مولوی محمد علی صاحب اپنے فیصلے کے خلاف

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے مذکورہ بالا خط میں ایک عجیب بات یہ لکھی ہے۔ کہ آپ لاہور یا پنجاب کے کسی دوسرے بڑے شہر میں جہاں سید صاحب پسند فرمائیں۔ غیر مکفر غیر احمدیوں کے پیچھے اپنی ساری جماعت سمیت نماز پڑھنے کے لئے تیار ہیں۔ اور یہ آپ کی جماعت کا مسلمہ فیصلہ ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ مولوی صاحب کا یہ ارشاد کہاں تک صداقت پر مبنی ہے۔ اگر مولوی صاحب موصوف اور آپ کی جماعت کے آج سے انیس سال پیشتر کے فیصلے دیکھے جائیں۔ تو وہاں ہمیں اس کے برعکس ایک فیصلہ نظر آتا ہے۔ جس میں یہ لکھا ہوا پاتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں کسی غیر احمدی کے پیچھے خواہ وہ مکفر ہو یا نہ۔ نماز پڑھنی جائز نہیں۔ چنانچہ پیغام صلح جلد اول نمبر ۷۰ میں موجودہ اختلاف کے معاً بعد جو سب سے پہلی مجلس شوریٰ جناب مولوی محمد علی صاحب اور آپ کے ہمنوالوں کی ہوئی۔ اس کی روئداد چھپ چکی ہے۔ اس میں زیر عنوان "روئداد جلسہ شوریٰ" لکھا ہے ۔

"سب سے پہلے مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے یہ اعتراض کیا۔ کہ حافظ روشن علی صاحب مولوی محمد علی صاحب پر دو اعتراض کرتے ہیں۔ اول یہ کہ وہ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ قل اللہ ثم ذرھم کا ترجمہ اللہ منوا کر چھوڑ دو۔ غلط کیا ہے۔ پس ایسا شخص کیونکر قابل اعتبار ہو سکتا ہے۔ اس کے جواب میں مولوی محمد علی صاحب نے بیان کیا۔ کہ میں غیر احمدی مسلمانوں کے پیچھے نماز کو صرف ان ممالک میں جائز سمجھتا ہوں۔ (اور حضرت خلیفۃ المسیح ؓ کے کھلے فتوئی اور احمدی جماعت کے گذشتہ چار پانچ سال کے عمل درآمد کے مطابق جائز سمجھتا ہوں) جہاں غیر احمدیوں کی طرف سے احمدیوں پر کفر کا فتوئے نہیں" پیغامی مجلس شوریٰ کے اس فیصلہ سے یہ ظاہر ہے۔ کہ ان کے نزدیک ہندوستان میں کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں۔ مگر آج مولوی محمد علی صاحب فرما رہے ہیں۔ کہ ہم پنجاب کے ہر بڑے شہر میں غیر احمدیوں کے پیچھے بشرطیکہ وہ مکفر نہ ہوں۔ نماز ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور یہی ہمارا مسلمہ فیصلہ ہے۔ ع

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

ایک عقلمند انسان تو ان دونوں متضاد فتوؤں کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ مگر مولوی صاحب اور آپ کی جماعت کو چونکہ موقعہ کے مناسب عقائد میں تبدیلی کرنے کی عادت ہے۔ اس لئے ان کے لئے شائد یہ معمولی بات ہو۔

مولوی محمد علی صاحب کی سابقہ تحریریں

مولوی صاحب کی وہ تحریریں جن میں آپ موجودہ اختلاف سے پیشتر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے صریح طور پر نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کرتے رہے ناقابل تاویل ہیں اور مولوی صاحب اور آپ کی جماعت کے سامنے یہ ایک نہایت مشکل اور ناقابل حل سوال ہے۔ جس کا معقول جواب آج تک ان کی طرف سے پیش نہیں کیا گیا۔ ان کے لئے یہ آسان راستہ کھلا تھا۔ کہ نہایت صفائی سے اعلان کر دیتے۔ کہ اختلاف سے پیشتر انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کو سمجھنے میں غلطی لگی تھی۔ اب غور و فکر کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوٰی کے متعلق پہلے جو کچھ لکھا گیا تھا۔ وہ صحیح نہ تھا۔ ایسا اعلان ہو جانے کے بعد آپ کی پوزیشن بالکل صاف ہو جاتی۔ اور آپ کی تبدیلیٔ عقیدہ پر اعتراض کرنے والوں کا مونہہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتا۔ کیونکہ ہر شخص یہ سمجھتا ہے۔ کہ بسا اوقات ایک انسان ایک فیصلہ میں غلطی کرتا ہے۔ مگر بعد میں اس کی اصلاح کر لیتا ہے۔ اور ہزاروں علماء کا اپنے خیالات سے رجوع ثابت ہے۔ لہٰذا مولوی صاحب بھی اگر سابقہ عقیدہ سے رجوع کر لیتے۔ تو کوئی شخص اس لحاظ سے معترض نہ ہوتا۔ مگر مولوی صاحب نہ ایسا اعلان کرتے ہیں۔ اور نہ یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ آپ کی تحریروں میں تضاد ہے۔ اس لئے جب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے پر بحث کرتے ہوئے آپکی سابقہ تحریرات پیش کی جاتی ہیں۔ ان کے اور ان کے ساتھیوں کے لئے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا معاملہ ہوتا ہے

سراسر غلط تاویل

چنانچہ سید حبیب صاحب کے مضامین کا جو جواب پیغام صلح میں شائع ہو رہا ہے۔ اس میں مولوی محمد علی صاحب کی ان تحریروں کی یہ عجیب و غریب اور مضحکہ خیز تاویل کی گئی ہے۔ کہ مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے یہ الفاظ مجازی یعنی محدث کے معنوں میں استعمال کئے ہیں۔ اور اس کا ثبوت پیش کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "اسی ریویو آف ریلیجنز میں ذیل کی تحریر بھی موجود ہے۔ جو صاف بتاتی ہے۔ کہ لفظ نبی کا استعمال اپنے حقیقی معنے یا شرعی اصطلاح میں نہیں کیا گیا۔ بلکہ لغوی معنے میں اور مجازی طور پر کیا ہے۔ اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا۔ تو محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا۔ اور اس قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے یعنی یہ کہہ سکتے ہیں۔ المحدث نبی" (ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ صفحہ ۱۱۷) "یہی امت ہے۔ اگرچہ نبی تو نہیں۔ مگر نبیوں کی مانند خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہو جاتے ہیں۔ اور اگرچہ رسول نہیں مگر رسولوں کی مانند خدا تعالےٰ کے روشن نشان ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔" (ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ صفحہ ۱۱۳)"

یہ تاویل کرنے میں "پیغام صلح" کے مضمون نگار نے یا تو عملاً دھوکہ دہی سے کام لیا ہے یا ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے ریویو آف ریلیجنز کے یہ دونوں حوالے خود نہیں دیکھے۔ اور محض لاعلمی لوثنا وا تعصب کی بناء پر ایک ایسی بات لکھدی ہے جسکی کوئی حقیقت نہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ریویو آف ریلیجنز کی جلد ۳ میں صفحہ ۱۱۵ سے صفحہ ۱۳۱ تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب آئینہ کمالات اسلام سے جو ۱۸۹۳ء کی مطبوعہ ہے مضمون نقل کیا گیا ہے۔ اور یہ الفاظ درحقیقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ہیں۔ جو حضور نے نبوت کی تعریف کے متعلق اپنے خیال کی تبدیلی سے پیشتر تحریر فرمائے تھے۔ چنانچہ یہ دونوں حوالے مولوی محمد علی صاحب نے اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام کے ضمیمہ صفحہ ۲ و صفحہ ۳ میں آئینہ کمالات اسلام کے حوالے سے درج کئے ہیں پس اگر یہ الفاظ مولوی محمد علی صاحب کے اپنے ہوتے۔ تو بے شک "پیغام صلح" کے مضمون نگار کی یہ تاویل کہ مولوی صاحب کی تحریرات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے لفظ نبی اور رسول کا استعمال محدث کے معنوں میں ہے۔ اور شرعی اصطلاح اور حقیقی معنوں میں نہیں۔ کسی حد

تک قابل ہو سکتی تھی۔ مگر موجودہ صورت میں کہ یہ دونوں حوالہ جات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۱۹۰۰ء سے پیشتر کے ہیں یہ تاویل کسی طرح درست نہیں ہو سکتی۔

دعویٰ

ہمارا دعویٰ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے جماعت احمدیہ سے علیحدگی اختیار کرنے سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے لفظ نبی اور رسول استعمال کرتے ہوئے ایک دفعہ بھی مجازی اور لغوی کے الفاظ نہیں لکھے۔ اور نہ ہی یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت اولیاء اور محدثین والی ہے۔ بلکہ یہ بعد کی ایجاد کردہ تاویل ہے۔ جسے کوئی عقلمند درست تسلیم نہیں کر سکتا۔

پیغام صلح کے حوالے

سید صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کی سابقہ تحریرات کے علاوہ "پیغام صلح" کے بھی دو حوالے پیش کئے تھے۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے متعلق "پیغام صلح" کے متعلقین کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ "ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں"۔ اس کے جواب میں "پیغام صلح" کا مضمون نگار لکھتا ہے۔ "حضرت امیر ایدہ اللہ نے اخبار "پیغام صلح" کو کبھی ایڈٹ نہیں کیا اور نہ ان دونو تحریرات کے نیچے آپ کے یا جماعت احمدیہ لاہور کے کسی ذمہ دار فرد کے دستخط ہیں۔ اس زمانہ میں جب یہ تحریرات لکھی گئیں۔ "پیغام صلح" کی ادارت ایک ایسے شخص (ماسٹر احمد حسین صاحب مرحوم فرید آبادی) کے سپرد تھی جو اندرونی طور پر میاں محمود احمد صاحب کے ہم عقیدہ تھے۔ وہی ان تحریرات کے لکھنے کے ذمہ دار تھے۔ اور ان کی ایسی ہی حرکات کی بناء پر انہیں "پیغام صلح" سے علیحدہ کر دیا گیا تھا۔ جس کے بعد انہوں نے باقی عمر میاں محمود احمد صاحب کی مجاورت میں بسر کی۔ ایسے شخص کی تحریر کو حضرت امیر یا جماعت لاہور کے عقیدہ کے ثبوت میں بطور حجت پیش کرنا اپنی کم فہمی کا ثبوت دینا ہے۔ ...... حقیقت یہ ہے کہ .... ایڈیٹر صاحب نے اپنے خیال اور عقیدہ کو پیش نظر رکھ کر وہ اعلان کر دیا۔ یا قادیانی اصحاب کی طرف سے کرا دیا گیا۔ جو آج ہماری تبدیل عقیدہ کے ثبوت میں پیش کیا جا رہا ہے"۔

بے جا الزام

مثل مشہور ہے "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" یہی حال "پیغام صلح" کے مضمون نگار کا ہے۔ جب اور کوئی جواب بن نہ آیا۔ تو "قادیانی اصحاب" پر الزام لگا دیا۔ ان سے کوئی پوچھے اگر ماسٹر احمد حسین صاحب مرحوم فرید آبادی نے یہ اپنا عقیدہ لکھ دیا تھا تو کیا آپ سب لوگوں کو سانپ سونگھ گیا تھا۔ کہ اس کی تردید اخبار میں فوراً نہ کر دی۔ اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ اعلان پیغام صلح سوسائٹی (جس کے زیر اہتمام ان دنوں اخبار نکلتا تھا) کے منشاء کے خلاف شائع ہوا تھا۔ حالانکہ ایک تنخواہ دار ایڈیٹر کے لئے کس طرح ممکن ہے۔ کہ وہ اخبار کے ذمہ دار ارکان کی طرف منسوب کر کے خود بخود کوئی اعلان شائع کر سکے۔ اور پھر "پیغام صلح" کا ایڈیٹر جس کا پیغام صلح کے متعلقین ہر وقت ناک میں دم کئے رکھتے ہیں۔ اور جس کا پیغام کے مضمون نگار کو بھی خوب اچھی طرح تجربہ ہے۔ آج کل انہیں بھی پیغام صلح سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ کیا اس کی وجہ بھی کوئی اسی قسم کا واقعہ ہے۔ جو بیچارے ماسٹر احمد حسین صاحب کے خلاف نہایت ڈھٹائی سے اس وقت پیش کیا جا رہا ہے جبکہ وہ اس وقت دنیا میں موجود نہ ہونے کی وجہ اس کی تردید نہیں کر سکتے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ اگر وہ اعلان پیغام صلح کی طرف سے نہ تھا۔ بلکہ غلط طور پر ان کی طرف منسوب کیا گیا تھا۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ جب پہلی دفعہ یعنی جلد اول کے نمبر ۵ ۲ میں شائع ہوا۔ اس کے بعد دوسرے پرچے میں اس کی تردید نہ کر دی گئی۔ مگر نہ صرف یہ کہ اس کی تردید نہ کی گئی بلکہ یہ اعلان پھر نمبر ۲۹ میں شائع کیا گیا۔ پھر بھی اس کی تردید کہیں شائع نہیں ہوتی۔ پس یہ واقعات ثابت کرتے ہیں کہ پیغام صلح سوسائٹی کا اس اعلان کی اشاعت کے وقت یعنی ۱۹۱۳ء میں یہی اعتقاد تھا یا کم از کم اس کے خلاف انہیں اظہار کی اس وقت جرأت نہ تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی۔ رسول۔ اور اس زمانہ کے نجات دہندہ ہیں اور حضورؑ کی متابعت کے بغیر نجات ممکن نہیں۔ اور یہ عذر بھی کہ "حضرت امیر ایدہ اللہ نے اخبار "پیغام صلح" کو کبھی ایڈٹ نہیں کیا۔ اور نہ ان دونوں تحریروں کے نیچے آپ کے یا جماعت احمدیہ لاہور کے کسی ذمہ دار فرد کے دستخط ہیں" انتہا درجہ کا بودا اور باطل ہے۔ کیونکہ جب اخبار "پیغام صلح" میں یہ اعلان اس کے سب متعلقین کی طرف سے ہوا اور مولوی صاحب اور دوسرے لوگوں نے اس کی تردید نہ کی۔ تو یہ اعلان انہیں کی طرف منسوب کیا جائیگا۔ اخبار پیغام صلح سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوتا تھا۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور جماعت احمدیہ لاہور کے ذمہ دار افراد اس کے ممبر تھے۔ اس لئے وہ سب "پیغام صلح" کے متعلقین کے تحت میں آتے ہیں۔ ہاں اگر ان کی طرف سے اس کی تردید ہو جاتی کہ اس اعلان کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں تو آج یہ تاویل صحیح ہو سکتی تھی۔ مگر چونکہ اس کی کوئی تردید نہ کی گئی۔ اس لئے ان کی طرف اس کی نسبت بالکل درست اور صحیح ہے۔

غیر متعلق حوالے

"پیغام صلح" کے مضمون نگار سے جب مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات اور "پیغام صلح" کے مذکورہ بالا حوالہ جات کا کوئی جواب نہ بن پڑا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ جناب مولانا سید سرور شاہ صاحب۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب اور جناب میر محمد سعید صاحب مرحوم کے بعض اقوال پیش کرنا شروع کر دئے۔ جن میں مضمون نگار کے خیال کے مطابق ان بزرگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے اختلاف سے پیشتر انکار کیا ہے۔ حالانکہ سید حبیب صاحب کے مقابل پر ان اقوال کو پیش کرنے سے کوئی فائدہ نہ تھا اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اور حضور کی جماعت کے بعض دیگر بزرگوں نے حضرت مسیح موعود کو اختلاف سے پیشتر کبھی نبی نہیں لکھا بلکہ محدث لکھا ہے تب بھی۔ اس کا اثر سید حبیب صاحب پر کیا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ان کا اعتراض تو مولوی محمد علی صاحب پر تھا کہ آپ اختلاف سے پیشتر اپنے مضامین میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اور رسول لکھتے رہے ہیں اور اب اس سے انکار کرتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے (قسط ہشتم کالم ۲) اس کا جواب یہ نہیں ہو سکتا کہ سید صاحب کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور حضور کی جماعت کے دوسرے بزرگوں کے اقوال پیش کئے جائیں۔ جن میں انہوں نے بزعم مضمون نگار حضرت مسیح موعود کی نبوت و رسالت کا انکار کیا ہے۔ لیکن "پیغام صلح" کے مضمون نگار کو اس سے کیا؟ اس نے تو یہ سبق سیکھا ہوا ہے کہ جب مولوی محمد علی صاحب اور "پیغام صلح" کے متعلقین کی سابقہ تحریریں پیش کی جائیں۔ جھٹ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور مبایعین کی بعض متشابہ تحریریں پیش کرے۔ لہٰذا اس نے یہ فرض ادا کر دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریریں اور پیغام صلح

"پیغام صلح" کے قابل مضمون نگار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام ان تحریرات کی جن میں حضور علیہ السلام نے کھلے طور پر نبوت اور رسالت کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ تاویل کی ہے کہ ان تمام مقامات میں حضور کی مراد نبوت اور رسالت سے حقیقی نبوت اور رسالت نہیں بلکہ مجازی نبوت اور رسالت ہے جس کے معنی محدثیت اور اولیاء اللہ والی نبوت ہے۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مضمون نگار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اصل عبارتیں ملاحظہ نہیں کیں۔ کیونکہ بعض ایسے حوالہ جات جن میں اولیاء اللہ والی نبوت قطعاً مراد نہیں ہو سکتی۔ آپ نے ان کی بھی بلا سوچے سمجھے یہی تاویل کی ہے۔

پیغام صلح کی معقولیت

چنانچہ سید حبیب صاحب نے اپنے مضمون کی قسط دہم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حسب ذیل الفاظ پیش کئے ہیں
"ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو توراۃ میں مذکور ہیں۔ میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں۔ پہلے بھی کئی نبی گذرے ہیں"

پنجاب اور دوسرے علاقوں میں یوم التبلیغ کس طرح منایا گیا

جماعت احمدیہ کے لئے ۲۲ر اکتوبر کا جو یوم التبلیغ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مقرر فرمایا تھا۔ اس کے متعلق موصولہ رپورٹوں کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے:

لاہور:- حضرت امیر جماعت قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے نے کئی مشاورتی میٹنگس کر کے مختلف کاموں کو مختلف دوستوں کے سپرد فرمایا دیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا مضمون "پکارنے والی کی آواز" احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ سے چار ہزار خرید لیا گیا۔ ایک پوسٹر "خدا کے فرستادوں سے مونہہ پھیرنا اچھا نہیں"۔ ایک ہزار بڑے سائز پر اور دو ہزار چھوٹے سائز پر طبع کرایا گیا۔ قادیان سے ندائے ایمان مع ہینڈ بل اور پوسٹر کی صورت میں دو ہزار آ گیا۔ ایک ٹریکٹ "کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبوت تشریعی کا قائل کافر ہے"۔ ایک ہزار موجود تھا۔ چونکہ احرار نے کئی دن پہلے سے جلوس نکال کر پبلک کو بہت مشتعل کیا ہوا تھا۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جو "انقلاب" کے جواب میں تھا۔ ایک ہزار کی تعداد میں چھپوا کر سمجھدار طبقہ کو لفافوں میں بند کر کے بھیج دیا گیا۔ جس کا نہایت اچھا اثر ہوا۔ اسی طرح چند اور ٹریکٹ جو مختلف اعتراضوں کے جوابات پر مشتمل تھے۔ تقسیم کرنے کے لئے دیئے گئے۔ سیاست کے مضامین کے متعلق بھی ایک ٹریکٹ ایک ہزار تقسیم کرنے کے لئے دیا گیا۔ اور سب سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریر "تبلیغ حق" تین ہزار چیدہ معززین میں تقسیم کی گئی۔ غرض اس طرح سے قریباً چودہ پندرہ ہزار کے درمیان احمدیہ لٹریچر خلق خدا کو پہنچایا گیا۔ پوسٹر لگوانے کے لئے میاں سراج الدین صاحب عمر نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحابی ہیں۔ نہایت محنت سے کام کیا۔ ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب کو پوسٹر چسپاں کر دیئے گئے۔ چونکہ احراریوں نے اس موقعہ پر سال گذشتہ سے زیادہ شرارت کا انتظام کیا ہوا تھا۔ اس لئے ہمیں بھی اپنے انتظام کی نوعیت بدلنی پڑی لیکن پھر بھی دن کے وقت بہت سے پوسٹر انہوں نے چھیل کر اور پانی ڈال ڈال کر زم کر کے اتار دیئے۔ شہر میں مخالفت کا طوفان امڈا ہوا تھا۔ رات کو احرار کے آدمیوں نے کئی مقامات پر احمدیوں کو دق کیا۔ لیکن ہر جگہ تحمل اور بردباری کا اظہار کیا گیا۔ افسوس کہ احمدیہ بلڈنگس میں بھی اشتہار لگانے سے روکا گیا۔ حالانکہ اشتہار کا مضمون حرف بحرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کا اقتباس تھا۔ ہر طبقہ کی پبلک کو اس کی حیثیت کے مطابق لٹریچر پہنچایا گیا۔ معمولی اور اعلیٰ درجہ کے لفافوں میں معززین کی خدمت میں بھیجا گیا۔ بعض کو خاص دوستوں کے ذریعہ سے پیش کیا گیا۔ جماعت کے ہر فرد نے تبلیغ میں حصہ لیا۔ اور شہر میں چاروں طرف احمدیت کی صدا گونج رہی تھی۔ اور مخالفین بھی بول اٹھے۔ کہ "آج مرزائیوں کا بڑا زور ہے"۔ ۲۲ر اکتوبر کی شام کو ایک جلسہ عام میں اس کا ذکر بھی آیا۔ احباب نے نہایت محبت منت اور لجاجت سے تبلیغ حق کی اور باوجود مخالفین کے جوش دکھانے اور خلاف پروپیگنڈا کرنے کے کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہوا۔ فرداً فرداً تبلیغ کے علاوہ ہماری جماعت کے معززین نے اعلےٰ طبقہ کو مدعو کر کے بھی تبلیغ کی۔ اور مولوی ظہور حسین صاحب کی تقریر کرائی۔ کئی مقامات پر مخالفین نے الجھنے اور بحث کی طرح ڈالنے کی کوشش کی۔ لیکن احباب نے موقعہ اور محل کے مطابق بات کر کے ان کے جوشوں کو ٹھنڈا کیا۔ اخباروں کے دفاتر چونکہ آج بند تھے اس لئے پیر کے دن وفود کی صورت میں ان کے پاس پھر جائیں گے علماء کو تبلیغ کرنے کے لئے بھی پیر کا دن مقرر ہوا ہے۔ لجنہ اماء اللہ نے بھی اس کام میں حصہ لیا ہے۔ احمدی بچوں کی یہاں ایک انجمن ہے۔ انہوں نے جن میں زیادہ تر میاں فیملی کے بچے ہیں۔ پوسٹر کو کارڈ بورڈز پر چسپاں کر کے اور لمبی لمبی لکڑیوں پر لگا کر بازاروں میں گشت کی۔ راہ گذر پوسٹر پڑھ کر ان سے ٹریکٹ پڑھنے کے لئے لے جاتے رہے۔ غرض ہمارا یوم التبلیغ نہایت کامیابی سے گزرا۔ فالحمد للہ۔ خاکسار محب الرحمٰن سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ لاہور

میانی ضلع شاہ پور:- ۲۲ر اکتوبر کو یوم التبلیغ منایا گیا۔ مصباح کا "نشانات الٰہیہ نمبر" تقسیم کیا گیا۔ شہر میں لوگوں کی دکانوں پر جا کر تبلیغ کی گئی۔ بعض تنگ دل غیر احمدیوں نے ہماری تبلیغ کے جواب میں گالیاں دیں۔ اس کے متعلق انہیں بتلایا گیا۔ کہ تمہاری یہی گالیاں ثابت کر رہی ہیں۔ کہ تم اصلاح کے محتاج ہو۔ بعض شرفاء پر ہماری تبلیغ کا اچھا اثر ہوا۔ بعض احمدی افراد نے ملحقہ مضافات میں بھی جا کر تبلیغ کا اہم فرض ادا کیا۔ نذیر احمد صابر

بٹالہ:- جماعت احمدیہ بٹالہ نے یوم التبلیغ نہایت سرگرمی اور منظم طریقہ پر منایا۔ ہر طبقہ و خیالات کے لوگوں کو نہایت محبت و پیار سے پیغام حق پہنچایا گیا۔ ندائے ایمان اور دیگر لٹریچر بکثرت تقسیم ہوا۔ بعض مخالفین نے اپنے اخلاق کا بہت بری طرح مظاہرہ کیا لیکن احمدیوں نے نہایت خندہ پیشانی سے باتوں کو برداشت کیا۔ ان لوگوں کی حرکات مذبوحی اور اخلاق رذیلہ کو دیکھ کر بعض غیر مسلم اصحاب نے بھی سخت تعجب اور نفرت کا اظہار کیا۔ قادیان سے بھی بہت سے اصحاب بغرض تبلیغ تشریف لائے۔ غرضکہ اس دن شہر کے چپہ چپہ میں حق کی منادی کر دی گئی بہت سے اصحاب قرب وجوار کے دیہات میں بھی گئے۔ دو اشخاص نے عنقریب بیعت کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ (نامہ نگار)

لکھنؤ:- ۲۲ر اکتوبر یوم التبلیغ لکھنؤ میں شاندار طریق پر منایا گیا۔ احمدی جماعت پر امن طریق پر اپنے اپنے مقررہ حلقوں میں تبلیغ میں مصروف رہی۔ شہر میں باوجود مخالفین کے اشتہارات کے ذریعہ لوگوں کو فتنہ اور فساد کی ترغیب دینے کے کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں ہوا۔ ہمارے احباب نے علماء اور رؤسا اور اکابرین شہر کو تبلیغ کی۔ (خاکسار برکت علی مرزا سکرٹری تعلیم و تربیت)

فیروز پور میں ایک روز پیشتر ہی مقامی دوستوں کا ایک جلسہ منعقد کر کے شہر و دیہاتوں کے حلقے مقرر کر کے دوستوں کو مختلف وفود میں ترتیب دیا گیا۔ اور ان کو ضروری ہدایات دیدی گئیں۔ تاکہ اس روز یہ مبارک دن احسن طریق پر حسب منشاء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز انجام پذیر ہو۔ ۲۲ر اکتوبر کو صبح ۸ بجے تمام احباب۔ بجز چند ایک کے جو کسی نہ کسی رنگ میں معذور تھے۔ اپنے اپنے منتخب شدہ حلقوں میں پھیل گئے۔ ماسوائے ایک دو جگہوں کے جہاں ہمارے دوستوں پر لاٹھیوں سے حملہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور ایک مولوی صاحب نے تو احمدیوں کی مخالفت کے جوش میں آ کر قرآن کریم کی بے حرمتی کرنے سے دریغ نہ کیا۔ باقی تمام جگہ خدا کے فضل سے ہمارے خیالات کو اچھی طرح سنا گیا۔ اور بعض لوگوں نے جماعت احمدیہ کی دینی خدمات کی بیحد تعریف کی۔ احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن نے یوم التبلیغ کے لئے کچھ دعوتی کارڈ چھپوا رکھے تھے۔ جو شہر کے سکولوں اور کالجوں کے غیر احمدی طلباء کو بھیجے گئے۔ طلباء کے مجمع میں پیر صلاح الدین صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کی۔ اس کے بعد طلباء نے سلسلہ احمدیہ کے متعلق اپنے شکوک پیش کئے۔ جن کا ازالہ پیر صاحب نے نہایت متانت و سنجیدگی کے ساتھ کیا۔ ازاں بعد طلباء کو کھانا کھلایا گیا۔ اس دن احمدی خواتین نے بھی زیر انتظام لجنہ اماء اللہ سارا دن اعلائے کلمۃ اللہ میں صرف کیا۔ اور طبقہ نسواں میں تبلیغ کی۔ خدا کے فضل سے اس سال جماعت کے ہر چھوٹے بڑے نے اس کار خیر میں حصہ لیا۔ یہاں تک کہ جناب پیر اکبر علی صاحب اور حضرت امیر جماعت مرزا ناصر علی صاحب نے باوجود اپنی پیرانہ سالی کے ذی اثر لوگوں میں خوب فرض تبلیغ ادا کیا۔ (نامہ نگار)

پاکپتن:- سب افراد جماعت نے انفرادی طور پر دن بھر تبلیغ کی۔ سلسلہ عالیہ کے بعض سخت مخالفین نے بھی نہایت خوشی اور بشاشت سے پیغام حق سنا۔ ڈاکٹر سید امتیاز حسین صاحب

اور ان کے بھائی سید محمد منیم صاحب مولوی فاضل نے مواضعات محمد پور - رسول پور - ننانک سر - بھوبڑ - پکا سدھار میں جاکر خوب تبلیغ کی۔ (خاکسار غلام احمد خان ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ پاکپٹن)

ڈنگہ - بموجب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز یوم التبلیغ منایا گیا شہر کے حلقے تقسیم کئے گئے اللہ تعالےٰ کے فضل سے کسی قسم کا کوئی تصادم نہیں ہوا۔ پوری تن دہی سے احباب جماعت نے باوجود ملیریا کے سخت حملہ سے کمزور و بیمار ہونے کے فرض ادا کیا۔ (خاکسار حافظ احمد دین)

رہتک کے احمدی مرد - عورتیں - بوڑھے جوان لڑکے لڑکیاں تبلیغ میں مصروف رہیں۔ تبلیغی لٹریچر بھی شرفا اور سنجیدہ لوگوں میں تقسیم کیا گیا۔ اللہ عمر دراز کرے سید احمد حسن صاحب کی جنہوں نے باوجود بڑھاپے کے نوجوانوں سے زیادہ جوش سے تبلیغ کی۔ (خاکسار سید غلام حسین)

احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ لاہور کی طرف سے

تبلیغ کا انتظام منظم طور پر کیا گیا۔ آٹھ مختلف پارٹیاں آٹھ حلقوں میں روانہ کی گئیں۔ جن میں ہر پارٹی کا ایک امیر مقرر کیا گیا حلقے مندرجہ ذیل تھے۔ (۱) اسلامیہ کالج (۲) مال روڈ (۳) ریلوے سٹیشن (۴) انارکلی و نیلہ گنبد (۵) میکلوڈ روڈ و سنیما (۶) گوہی شاہو - (۷) قلعہ گجر سنگھ (۸) کالج ہوسٹل مخالفین کا سب سے بڑا اڈا اسلامیہ کالج تھا۔ اس لئے اس جگہ ممبران نے نہایت دلیری اور حسن انتظام سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ٹریکٹ "پکارنے والے کی آواز" "ندائے ایمان نمبر۲" اور عشرہ کاملہ کا ٹریکٹ نمبر ۷ و احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ کے گزشتہ ٹریکٹ اس کثرت سے تقسیم کئے۔ کہ حاضر طلباء میں سے قریباً ہر ایک کے ہاتھ میں یہ ٹریکٹ نظر آتے تھے بعض سے سلسلہ گفتگو شروع کیا گیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دو گروپ اسلامیہ کالج کے دروازوں کے آگے کھڑے ہو گئے۔ پچاس کے قریب غیر احمدی ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم کے گرد چکر لگائے تھے۔ اور پچاس کے قریب صاحبزادہ مرزا ناصر احمد کے گرد۔ ان دونوں احباب نے اعتراضات کے جواب نہایت خوبی سے دیئے۔ اور قریباً ۱½ گھنٹہ تبلیغ کرتے رہے۔ وہاں سے فراغت کے بعد کالجوں کے ہوسٹلوں میں ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ مخالفین کی طرف سے شرارت اور مخالفت کا انتظام بہت کیا گیا لیکن اللہ تعالےٰ کے فضل سے جو نمونہ ہمارے نوجوانوں نے دکھایا۔ اس سے کسی قسم کا فساد واقع نہ ہو سکا۔ تمام حلقوں کی اطلاعات خوشکن ہیں۔

خاکسار محمد ابراہیم ناصر سکرٹری احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ لاہور

گوجرانوالہ - بموجب پروگرام جماعت احمدیہ کے افراد جامع احمدیہ میں علی الصبح جمع ہوئے۔ پیر محمد بخش صاحب امیر جماعت نے یوم التبلیغ کی اہمیت پر تقریر فرمائی۔ اور چودھری عبدالقادر صاحب سکرٹری تبلیغ نے مرکز سے موصول شدہ ہدایات سے احباب کو آگاہ کیا۔ بعد ازاں مرزا محمد شریف بیگ صاحب نائب مہتمم تبلیغ نے اصول تبلیغ کے متعلق مختصر تقریر کی۔ مرکز سے آمدہ ٹریکٹ تبلیغ حق۔ ندائے ایمان۔ خلیفۃ اللہ و نبوت وغیرہ احباب کو برائے تقسیم دیئے گئے۔ جامع مسجد گوجرانوالہ کے امام مولوی عبدالعزیز صاحب نے بروز جمعہ سامعین سے کہا۔ کہ پرسوں ایک آفت آنے والی ہے۔ سب لوگ بچ کر رہیں۔ مجھ سے ایک گریجویٹ نے جو وہاں موجود تھا۔ ذکر کیا۔ اور تعجب کیا۔ کہ آپ لوگ تو منع نہیں کرتے۔ مگر یہ مولوی کیوں روکتے ہیں۔ میں نے کہا۔ ہم تو کہتے ہیں کہ بے شک مخالف کی بات بھی سنو۔ اور پھر خود موازنہ کرو۔ یہ تو نہایت ہی ادنےٰ خیال ہے۔ اور اپنی کمزوری کا اعتراف ہے۔ کہ کسی کی بات نہ سنی جائے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اب ان کے پاس احمدیت کے مقابل پر کوئی دلیل نہیں رہی۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے ہمارے سب احباب نے مختلف طبقہ کے لوگوں کو خوب تبلیغ کی۔ کہیں گریجویٹ کہیں وکلاء اور دیگر رؤسا کو پیغام حق پہنچایا گیا۔ اور کہیں معززین شہر اور سکول کے ہیڈ ماسٹر و انسپکٹر وغیرہ زیر تبلیغ رہے۔ ہمارے نوجوان باہر دیہات میں بھی تبلیغ کے لئے گئے بعض مقامات پر باوجود مخالف اشتہار پہنچنے کے لوگوں نے ہماری تبلیغ کو توجہ سے سنا۔ اور بعض نے خود اشتیاق ظاہر کیا۔ کہ احمدیت کے متعلق کوئی بات سنائی جائے۔ بعض نے پہلے تو سننے سے انکار کیا۔ مگر جب ذرا اصرار کیا گیا۔ تو پھر ایسے نرم ہوئے کہ شوق سے تمام باتیں سنتے رہے تبلیغی مصروفیت کا جائزہ لینے کے لئے قبل دوپہر سکرٹری صاحب اور بعد دوپہر خود امیر صاحب شہر میں دورہ کر کے حالات کا معائنہ فرماتے رہے۔ (نامہ نگار)

لائل پور - یہاں پر خدا کے فضل سے یوم التبلیغ بڑی شان سے گزرا۔ مخالفوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ کہ کسی طرح فساد برپا کیا جائے۔ لیکن ہمارے نوجوانوں نے پورے امن اور سکون سے اپنا کام جاری رکھا۔ چند ایک نوجوانوں کو مخالفوں نے مارا بھی۔ تمام دن شہر میں جماعت احمدیہ کے ہر ایک فرد نے خوب تبلیغ کی۔ خدا کے فضل سے شہر میں ہلچل سی مچ گئی ہے۔ چھ قسم کے ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ (خاکسار شیخ محمد یوسف سکرٹری انصار اللہ لائل پور)

احمدیہ کور کے والنٹیرز کی تعداد

احمدیہ کور کی تحریک قریباً ڈیڑھ سال سے جاری ہے۔ اور اکثر جماعتوں میں اس تحریک کے ماتحت بھرتی ہوئی ہے۔ اب یہ معلوم کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ کہ ہر ایک جماعت میں کس قدر نوجوان احمدیہ کور میں داخل ہو چکے ہیں۔ لہذا براہ مہربانی جس جس جماعت میں احمدیہ کور قائم ہو۔ یا نوجوان بھرتی ہوئے ہیں۔ ان جماعتوں کے امیر یا پریذیڈنٹ اس اعلان کے پہنچنے پر فوراً ان نوجوانوں کے ناموں۔ ان کی ولدیت۔ عمر۔ سکونت وغیرہ کے کوائف دفتر ہذا میں ارسال فرما دیں

(نوٹ) یہ رپورٹ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی اطلاع کے لئے طلب کی جا رہی ہے۔ لہذا اس کے بھیجنے میں توقف نہ ہو۔ (خاکسار فرزند علی عفی اللہ عنہ ناظر امور عامہ)

اراضیات سندھ کے لئے منیجر کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ اور دوسرے حصہ داروں کی جو نہری اراضی سندھ میں واقع ہے۔ اس کے انتظام کے لئے ایک قابل شخص کی خدمات کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔ خواہشمند اصحاب ذیل کے پتہ پر اپنی درخواستیں بھجوائیں۔ اور درخواست میں جملہ حالات درج کرنے کے علاوہ یہ بھی تصریح کر دیں۔ کہ کم از کم کس قدر تنخواہ منظور ہوگی۔

درخواست کنندگان میں مندرجہ ذیل اوصاف کا پایا جانا ضروری ہے

(۱) مستعد چست تندرست۔ اور قوٰے کے لحاظ سے اچھی حالت میں ہو

(۲) زراعت کے کام سے بخوبی واقف ہو۔

(۳) دفتری کام کا تجربہ رکھتا ہو

(۴) انگریزی خواں ہو۔ اور حسب ضرورت انگریزی لکھ اور بول سکتا ہو۔

(۵) افسروں کے ساتھ ملنے کی اہلیت رکھتا ہو

(۶) انتظامی قابلیت رکھتا ہو۔ اور ایک بڑے عملہ کی کامیاب نگرانی کر سکتا ہو

(۷) حسابی مذاق رکھتا ہو (۸) محنتی ہو

(۹) دیانتدار ہو۔ (۱۰) افسروں کی فرمانبرداری اور ان کے ساتھ تعاون کرنے کا مادہ رکھتا ہو

ان امور کی تصدیق میں اگر کوئی سندات یا سرٹیفکیٹ ہوں۔ تو ان کی نقول بھی ارسال کی جائیں۔ المعلن ناظر جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان

مولوی لال حسین کا مناظرہ سے فرار

مولوی لال حسین اختر نے پونچھ میں دو تقریریں کیں۔ جن میں احمدیت کے خلاف بہت زہر اگلا۔ اور بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کے خلاف پبلک میں نہایت گندہ دہنی کا ثبوت دیا۔ نیز احمدیوں کا بائیکاٹ کرنے کے لئے پبلک میں جوش پیدا کیا۔ نیز دوران تقریر میں کہا۔ اگر کسی احمدی میں طاقت ہے تو میرے سامنے آئے۔ اس پر ہماری طرف سے مولوی محمد عبد اللہ صاحب احمدی نے پبلک میں اعلان کیا۔ کہ ہمیں مولوی صاحب کا چیلنج منظور ہے۔ بشرطیکہ وہ تحریری چیلنج بھیج دیں۔ اس کے جواب میں لال حسین صاحب نے کہدیا۔ کہ نہ ہم تحریری چیلنج دیتے ہیں۔ اور نہ ہم مناظرہ کے واسطے یہاں آئے ہیں۔ اور دوسرے دن منکوٹ (تحصیل مینڈر) کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں جاکر پھر چیلنج مناظرہ تحریر جاری کیا۔ جس پر مولوی عبد الرحمٰن صاحب احمدی سکنہ ٹائیں نے چیلنج منظور کر لیا۔ اور لال حسین سے کہا کہ ہمارے مبلغ مولوی محمد حسین صاحب یہاں موجود ہیں ان سے شرائط طے کریں۔ مگر لال حسین نے خود پیش کردہ اور مفید مطلب شرائط پر ہی مناظرہ کرنا چاہا۔ احمدی مبلغ صاحب معہ چند احمدی احباب کے مقررہ جگہ پر پہنچے۔ اور فریق مقابل کو اس ضروری بات کی طرف توجہ دلائی۔ کہ دونوں فریق مل کر پہلے حکومت سے اجازت حاصل کریں۔ مگر لال حسین نے کہا۔ اجازت کی ضرورت نہیں اگر قید ہو گئے۔ تو ہم دونوں مناظر ہی ہونگے۔ آپ ڈرتے کیوں ہیں اس پر احمدی مبلغ صاحب نے کہا میں قید ہونے کے لئے یہاں نہیں آیا۔ بلکہ جو پہلے مسلمان قید ہو چکے ہیں۔ ان کو چھڑانے کے لئے آیا ہوا ہوں۔ آپ چونکہ قید کاٹنے کے عادی ہیں۔ اس لئے قید ہونا معیوب نہیں سمجھتے۔ اس پر سردار محمد فضل صاحب نمبردار منکوٹ جو صدر جلسہ تھے۔ نے اٹھ کر اعلان کیا۔ کہ احمدی مبلغ قانون کے پابند ہیں۔ اس لئے قانون کے خلاف نہیں کرنا چاہتے۔ لیکن لال حسین صاحب قانون کی پرواہ نہیں کرتے۔ اس لئے مناظرہ ہونا مشکل ہے۔ پھر احمدی مبلغ سے پوچھا کیا حکومت کی اجازت کے بغیر آپ مناظرہ کسی اور طریق پر بھی کر سکتے ہیں یا نہیں۔ احمدی مبلغ نے کہا اس کی صورت یہ ہے کہ آپ جو اس علاقہ میں بارسوخ اور ذی عزت ہیں۔ آپ لکھ دیں کہ میں مناظرہ کرانا چاہتا ہوں۔ اور ہر طرح حفظ امن کا ذمہ وار ہوں۔ اس پر صدر صاحب نے کھڑے ہو کر اور ہاتھ جوڑ کر اعلان کیا۔ کہ میں کسی قسم کی ذمہ داری لینے کے لئے تیار نہیں۔ عام لوگوں کی حالت چونکہ تسلی بخش نہیں ہے۔ اس لئے میں مناظرہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس کے بعد احمدی مبلغ معہ اپنے ہمراہیوں کے واپس ٹائیں تشریف لے گئے۔ اور لال حسین اسی دن دہرم سال کی طرف چلا گیا۔

۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء کو لال حسین مذکور موضع سلواہ میں گیا۔ اور وہاں جاکر بھی حسب معمول احمدیت کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا۔ پھر مناظرہ کے لئے چیلنج دیا۔ اور کہا۔ کہ ان کا کوئی مبلغ میرے مقابلہ پر نہیں آسکتا۔ بلکہ میرا نام سن کر گھبرا جاتے ہیں۔ محمد حسین تو کسی صورت میں بھی میرے مقابل پر نہیں آسکتا۔ اور اگر آجائے۔ تو میں ۔/۱۰۰ روپیہ انعام دینے کو تیار ہوں اگر مبلغ مذکور میرے مقابل پر آجائے۔ تو مجھے لال حسین نہ کہنا بلکہ کتا کہنا۔ جماعت احمدیہ سلواہ نے چیلنج منظور کر لیا۔ اور ۲ ر اکتوبر ۱۹۳۳ء بمقام دہرم سال مناظرہ ہونا قرار پایا۔ تاریخ مقررہ سے ایک دن قبل ہی احمدی مبلغ صاحب پونچھ سے دہرم سال پہنچ گئے۔ لوگ ان کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور لال حسین کی تحدی اور انعام وغیرہ کے متعلق چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ تاریخ مقررہ پر شرائط وغیرہ قریباً چار صد سامعین اور باوردی پولیس کی موجودگی میں طے ہوئیں۔ قرار پایا۔ کہ موضوع مناظرہ دو ہونگے۔ حیات مسیح کے مدعی لال حسین صاحب۔ اور صداقت حضرت مرزا صاحب کے مدعی مولوی محمد حسین صاحب۔ کتب برائے استدلال قرآن کریم احادیث صحیحہ اور کتب حضرت مسیح موعود اور کتب سلف صالحین مولوی لال حسین صاحب نے کتب سلف صالحین سے اس بنا پر انکار کر دیا۔ کہ ان میں جھوٹ کا امکان ہے۔ اس پر دو گھنٹہ بحث ہوئی۔ اور لال حسین نے صدر کے متعلق کہا کہ صرف ایک ہوگا۔ لیکن احمدی مبلغ نے دو ضروری بتائے۔ لال حسین نے بدقت اسے منظور کیا۔ اس پر احمدی مبلغ نے اعلان کیا۔ کہ ہماری طرف سے صدر لالہ بوادتا مل صاحب فارسٹر علاقہ ہونگے۔ جو شرائط مناظرہ اور وقت کی پابندی کرائیں گے۔ آپ اپنی طرف سے صدر مقرر کریں۔ احمدی مبلغ کا یہ کہنا تھا۔ کہ چوہدری غلام محمد صاحب جن سے لال حسین صاحب کی کانا پھوسی ہو چکی تھی۔ کہہ دیا۔ کہ میں غیر احمدیوں کی طرف سے امن کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ نیز تھانیدار صاحب سے جو ایک قابل آدمی ہیں اور جنہوں نے بہت اچھا انتظام کیا تھا۔ درخواست کی۔ کہ جلسہ منتشر کر دیا جائے۔ میں ہرگز ذمہ داری نہیں لے سکتا۔ یہ اعلان سنتے ہی لال حسین صاحب جھٹ کتابیں سنبھال کر معہ اپنے ہمراہیوں کے رفوچکر ہو گئے۔ اور جماعت احمدیہ معہ اپنے مناظر کے نہایت اطمینان کے ساتھ بیٹھی رہی۔ اگر لال حسین کا اپنا ارادہ مناظرہ کرنے کا ہوتا۔ تو وہ کوئی دوسرا ذمہ دار کھڑا کر سکتا تھا۔ مگر اس نے جھٹ بھاگنے کی کوشش کی۔ یہ دیکھ کر ہندو بھی پکار اٹھے۔ کہ لال حسین کی تمام چالاکیاں احمدی مناظر نے خاک میں ملا دیں۔ اور اس کے لئے سوائے بھاگنے کے کوئی چارہ نہیں رہا۔ غیر احمدیوں کا سارا مجمع مایوس ہو گیا۔ کہ لال حسین کے اتنے بڑے بڑے دعوے کہاں گئے۔ اور سب کو اپنا کاروبار چھوڑ کر آنے کا افسوس ہوا۔

آخر میں تھانیدار سردار عجب سنگھ صاحب کا معہ ان کے عملہ کے خواجہ غلام احمد صاحب نائب تحصیلدار کا اور سردار محمد فضل صاحب نمبردار منکوٹ کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے جنہوں نے امن قائم رکھنے کے لئے پوری پوری کوشش کی۔

خاکسار سکرٹری جماعت احمدیہ پونچھ (کشمیر)

بقیہ صفحہ ۷

جنہیں تم لوگ سچے مانتے ہو۔" سید صاحب نے غلطی سے اس کا حوالہ بدر مورخہ ۱۹ر اپریل ۱۹۰۸ء کی ڈائری دیا ہے۔ اور "پیغام صلح" کے مضمون نگار نے بھی اصل مقام دیکھے بغیر اپنے مضمون میں اس کا حوالہ ۱۹ر اپریل ہی درج کر دیا ہے اور اس کی تاویل یہ کی ہے کہ حضور کے الفاظ "پہلے بھی کئی نبی گذرے ہیں جنہیں تم لوگ سچے مانتے ہو" ظاہر کر رہے ہیں کہ آپ کی نبوت ویسی ہی ہے جیسی قبل ازیں اولیائے امت کو ملتی رہی ہے۔ اور لوگ انہیں سچے مانتے ہیں۔" حالانکہ اگر مضمون نگار صاحب اصل حوالہ کو دیکھنے کی تکلیف گوارا فرماتے تو انہیں معلوم ہوتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ کلمات طیبات "بدر" ۱۹ر اپریل میں نہیں۔ بلکہ ۹ر اپریل میں ہیں جو حضور ؑ نے ایک عیسائی انگریز کے اس سوال کے جواب میں کہ "آپ کے نبی ہونے کے کیا نشانات ہیں" ارشاد فرمائے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ عیسائی امت محمدیہ کے کسی ولی کو سچا نہیں مانتے۔ پھر یہ تاویل کیسے ہو سکتی ہے کہ حضور کی مراد اس جگہ اولیاء امت والی نبوت سے ہے۔ "پیغام صلح" کے مضمون نگار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری تحریرات کی جو تاویلات کی ہیں۔ وہ بھی اسی قسم کی ہیں۔ ناظرین اسی سے ان کی معقولیت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اس جگہ چونکہ پیغامی غلط عقائد کی تردید مدنظر نہیں۔ اس لئے اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں۔

خاکسار:۔ علی محمد اجمیری)

ایک گذارش

دودھ سے زیادہ مکھن نکالنے کی ترکیب جس کسی بھائی کو معلوم ہو۔ مطلع فرماویں۔

(خاکسار:۔ علی حسن احمدی محلہ ذخیرہ مکان ۱/۲۲ بریلی)

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے

لہذا آپ کو بھی یہ بہترین موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے سلمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں یہ مجھے تکلیف ہو گئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں کچھ سرخی بھی رہتی تھی ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا موتی سرمہ استعمال کیا مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا۔ یہ موتی سرمہ ضعف بصر ککرے، جلن، جالا، پھولا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، پربال، ناخونہ، گوہانجی، ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے جو لوگ بچپن اور جوانی میں اسکا استعمال رکھینگے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائینگے۔ قیمت فی تولہ ۱ علاوہ محصول ڈاک

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

دل میں نئی امنگ، اعضاء میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا بوڑھے کو جوان اور جوان کو نوجوان بنانا اس اکسیر کا ادنی کرشمہ ہے۔ آپ اکسیر البدن کا استعمال کر کے اپنے اندر طاقت کا خاص ذخیرہ جمع کر سکتے ہیں۔ یہ اکسیر ملیریا بخار سے بچاتی اور ملیریا سے پیدا شدہ کمزوری کو دور کرتی ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپے علاوہ محصولڈاک۔

ملیریا کی کمزوری دور ہو گئی

جناب شیخ محمد الدین صاحب ہزاری زمیندار کورائی ضلع گنگ سے لکھتے ہیں کہ ملیریا بخار کے بعد اکسیر البدن نے بیحد فائدہ دیا۔ تمام کمزوری دور ہو گئی۔ لہذا ایک شیشی اور بذریعہ وی پی بھیجدیں۔ ملنے کا پتہ:- **منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب**

قابل توجہ احمدی اطباء

معزز برادران:- میں آپ کی توجہ ایک طبی برادری کی طرف مبذول کراتا ہوں جس کا نام انجمن خادم الحکمت ہے۔ اور اس کے بانی حضرت استاذ الاطباء حکیم حسام الدین صاحب موجد طب جدید امیر جماعت احمدیہ شاہدرہ لاہور ہیں۔ جن کی سرپرستی میں نہایت وسیع و معتبر دواخانہ جاری ہے۔ آپ بھائیوں کا فرض ہے کہ ہمارے ساتھ رشتہ اتحاد قائم کریں۔ نیز ہم تمام قسم سمیات نہایت ارزاں قیمت پر فروخت کرتے ہیں جس کی مختصر فہرست پیش نظر ہے۔ ہر ایک چیز کی قیمت چھٹانک کے حساب سے لکھی گئی ہے۔ ہمارا رسالہ طب جدید و تحفۃ الاطباء مفت منگوا کر ملاحظہ فرمائیے گا۔ سنکھیا سفید بلوری ۱ر سنکھیا سیاہ سرمئی ۱؎ سنکھیا دودھیا ۸ سنکھیا زرد ۱۲ر سنکھیا سرخ ۲ر رسکپور ۱؎ دار چکنا سفید ڈلی ۱۵ر میٹھا تیلیا سفید و سیاہ ۱؎ کچلا ۱ر تخم دھتورہ سیاہ ۲ر ہرتال ورقی اصلی ۱؎ نوٹ:- ہر ایک آرڈر میں یہ ظاہر کرنا ضروری ہے۔ کہ فلاں زہر فلاں مطلب کے لئے درکار ہے۔

المشتہر:- ممتاز الاطباء حکیم مختار احمد جنرل منیجر انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور

موسم سرما کی فائدہ مند تجارت

اس فرم کے کارکن احمدی ہیں احمدیوں سے خاص رعایت بھی کیجاتی ہے

امریکن سیکنڈ ہینڈ (مستعمل) کوٹ۔ نیاکٹ ہیں۔ کمبل وغیرہ تھوک نرخ پر منگوا کر قلیل سرمایہ سے منفعت بخش تجارت کریں محنتی شخص۔ اس کام سے سرما کے تین چار ماہ میں سال بھر کی روزی آسانی سے پیدا کر سکتا ہے۔ مفصل لسٹ طلب کریں۔ محنتی ایجنٹ جو کمیشن پر کام کرنا چاہیں۔ جلد درخواست دیں۔

ایس رفیق بھائی جنرل سپلائرز تھوک فروشان جیکب سرکل بمبئی

نصف قیمت کا اعلان

اپنے بچوں کو خوش و خرم چست اور تندرست بنانے کیلئے ہمارا ٹرائیسکل خرید دیجئے ورزش سے انکے اعضا مضبوط اور صحت میں نمایاں ترقی ہوگی اس قیمت پر یہ مال پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔

سابقہ قیمت پچیس روپیہ۔ اب ہندوستان کے ہر ریلوے اسٹیشن پر فری ڈلیوری صرف بارہ روپیہ میں دیا جائیگا۔ فراسائز سات سال عمر سے بڑے بچوں کیلئے سائز تحریر ہو۔ آرڈر کے ہمراہ پانچ روپے پیشگی روانہ فرمائیں

بے بی گڈس سٹور بٹالہ (پنجاب)

Baby Goods Store BATALA (PUNJAB)

بعض پرائیویٹ قطعات اراضی قابل فروخت

اس وقت قادیان کی نئی آبادی کے تمام محلوں میں بعض اچھے اچھے موقع کے قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ مثلاً محلہ دارالعلوم میں نصرت گرلز سکول اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے درمیان جو اس وقت رعایتی شرح سے نہایت ارزان نرخ پر فروخت ہو رہے ہیں یعنی بڑی سڑک پر بجائے ۳۰ کے ۲۵ فی مرلہ اور اندرون محلہ بجائے ۲۵ کے ۱۵ فی مرلہ۔ محلہ دارالفضل میں ریلوے روڈ پر منڈی کے قریب۔ مسجد کے قریب تعلیم الاسلام ہائی سکول کے قریب جنہیں بعض قطعات کے چاروں طرف راستے ہیں اور آبادی کے وسط میں واقع ہیں۔ تفصیلات اور ان کی قیمتیں بالمشافہ یا بذریعہ خط و کتابت دریافت کی جا سکتی ہیں۔

المشتہر:- محمد احمد مولوی فاضل (پسر مولوی محمد اسماعیل صاحب) قادیان

الفضل میں اشتہار دے کر فائدہ اٹھائیے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

جاپانی گورنمنٹ نے ۲۴ر اکتوبر کو اپنے سفیر متعینہ امریکہ کو حکم بھیجا۔ کہ وہ جاپان اور امریکہ کے تعلقات کے متعلق رپورٹ کرنے کے لئے جلد سے جلد جاپان واپس آجائے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ جاپانی گورنمنٹ کے سفیر کی یہ واپسی عارضی نہیں بلکہ دائمی ہوگی۔ کیونکہ امریکہ۔ روس کے ساتھ دوستانہ تعلقات کے قیام کے لئے جو کوشش کر رہا ہے اس سے جاپان اور امریکہ کے تعلقات کشیدہ ہو گئے ہیں۔

سر سکندر حیات خان فنانس ممبر پنجاب گورنمنٹ کے بنگلہ واقعہ لاہور سے ۲۴ر اکتوبر کو سات ہزار روپے کے زیورات اور قیمتی برتنوں کی چوری ہو گئی۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے۔

مسٹر پٹیل کی لاش ۴ یا ۵ نومبر کو بذریعہ دکٹوریہ جہاز بمبئی پہنچے گی۔ اس بات پر غور ہو رہا ہے۔ کہ بمبئی میں مسٹر پٹیل کی یادگار میں ان کا مجسمہ قائم کیا جائے۔

ایک ہندوستانی جڑی کی تلاش میں جس کا محض پتہ چھونے سے مرض گنٹھیا دور ہو سکتا ہے۔ لنڈن کے اخبار "پیپل" کے بیان کے مطابق دو انگریز نوجوان ہندوستان کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ انہیں یقین ہے کہ یہ جڑی ہندوستان کے پہاڑوں میں مل سکتی ہے۔

لیونے فقیر کے متعلق جو انگ کے قلعہ میں بند ہے۔ پشاور سے ۲۴ر اکتوبر کی اطلاع ہے۔ کہ اسے حکومت افغانستان کی درخواست کے مطابق عنقریب کابل بھیج دیا جائیگا۔

ریاست جموں و کشمیر کی ہندو آبادی کے متعلق کمشنر مردم شماری کی تازہ رپورٹ مظہر ہے کہ ۱۸۹۱ء سے ۱۹۳۱ء تک تیس سال میں ریاست کے ہندوؤں میں صرف ۴۱۴۸ نفوس کا اضافہ ہوا۔

ہٹلر نے ۲۳ر اکتوبر کو برلن میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر دنیا چاہتی ہے کہ جرمنی پھر لیگ اقوام میں داخل ہو تو اسے جرمنی کے مطالبہ مساوات کو تسلیم کر لینا چاہیئے۔ جرمنی سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ بشرطیکہ اسے اپنی خودداری کی قربانی نہ کرنی پڑے۔

کینیڈا کی قلعی کی جرمنی کو برآمد میں لنڈن کی ایک اطلاع کے مطابق بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ پہلے جرمنی ۲۰۵۰ ہنڈرڈ ویٹ قلعی خریدا کرتا تھا لیکن اب اس میں دگنا اضافہ ہو گیا ہے۔ اس پر مختلف ممالک کے سیاسی حلقوں میں چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ کیونکہ کارتوس بنانے کے سامان کا قلعی بھی ایک اہم جزو ہے۔

مسٹر رامزے میکڈانلڈ نے ۲۴ر اکتوبر کو لنڈن کے ایک جلسہ میں بیان کیا۔ کہ برٹش گورنمنٹ اسلحہ جات کی تخفیف کے متعلق کوئی متفقہ سمجھوتہ کرنے کے لئے اپنی مساعی بند نہیں کرے گی۔

روس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت نے ایک بہت بڑا ہوائی جہاز تیار کیا ہے۔ جس میں ۱۲۸ آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ ہوا باز اور اس کے عملہ کے دیگر اشخاص ان کے علاوہ ہیں۔ جہاز کے پروں پر سیرگاہ بنائی گئی ہے جہاں مسافر پیدل سیر کر سکتے اور خشکی کا نظارہ دیکھ سکتے ہیں۔

اٹلی میں گزشتہ دنوں جو زلازل آئے۔ ان سے روم کی ایک اطلاع کے مطابق چار لاکھ دس ہزار پونڈ کا نقصان ہوا ہے۔

ریوٹر کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ جاپان کے ملٹری افسروں کا بیان ہے کہ ۱۹۳۵ء کے اختتام کا عرصہ جاپان کے لئے اتنا خطرناک ہو گا کہ اس وقت جنگ کا ہو جانا غیر اغلب نہیں کیونکہ بعض پیچیدہ سوالات زیر بحث آئینگے۔

شنگھائی سے ۲۳ر اکتوبر کی اطلاع ہے کہ صوبہ زیشون میں ایک خانہ جنگی کے دوران میں جو چچا بھتیجے کے مابین تھی۔ پانچ ہزار چینی سپاہی جبکہ وہ دریا کو لکڑی کے تختوں پر عبور کر رہے تھے۔ طغیانی آجانے کی وجہ سے غرق ہو گئے۔

مسٹر شاستری نے مدراس میں ۲۴ر اکتوبر کو لاء کالج کے طلباء کے سامنے تقریر کرتے ہوئے حاضرین سے پر زور اپیل کی۔ کہ وہ آئندہ کونسلوں پر قبضہ کر لیں۔ اور عدم تعاون اور بائیکاٹ کو بھول جائیں۔ کیونکہ موجودہ حالت سے نکلنے کا اب ملک کے لئے یہی طریق ہے۔

فرانسیسی گورنمنٹ کو ۲۴ر اکتوبر مزید محاصل کے سوال پر سینیٹ میں زبردست شکست ہوئی۔ ۲۴۱ ممبر گورنمنٹ کی تائید میں تھے اور ۳۲۹ خلاف فرانس کے۔ وزیر اعظم اس بنا پر مستعفی ہو رہے ہیں۔

پنجاب گورنمنٹ نے تین گورمکھی کے ٹریکٹ۔ گورو گرنتھ بادشاہی۔ حکم نامہ بادشاہی۔ گپت حکمنامہ جو گنگا سنگھ اکالی اور بیلا سنگھ کے لکھے ہوئے ہیں۔ بحق ملک معظم ضبط شدہ قرار دیئے ہیں۔

پیرس سے سٹرجیل کے فاصلہ پر ۲۴ر اکتوبر کو ایک ایکسپریس گاڑی دریا سے گذرتی ہوئی لائن سے اتر گئی۔ اور انجن۔ گارڈ کا کمرہ اور مسافروں سے بھرے ہوئے تین ڈبے دریا میں گر پڑے۔ اس حادثہ سے چالیس اشخاص ہلاک ہو گئے۔

سرحدی کونسل کے آئندہ اجلاس میں مسٹر پیر بخش سیاسی قیدیوں کی رہائی کا ریزولیوشن پیش کرنے والے ہیں۔

خلیج بنگال میں ایک تازہ طغیانی کے دوران میں ۲۴ر اکتوبر کو برق نامی جہاز جو سیلون سے اکیاب آ رہا تھا۔ شدید طوفان باد کی وجہ سے ٹوٹ گیا اور آخر غرق ہو گیا۔ صرف جہاز کے ملاح کشتیوں میں سوار ہو کر بچ نکلے۔

طبیہ کالج دہلی کے سکرٹری حکیم محمد احمد خان صاحب کے خلاف سردار سیوا سنگھ سینئر سب جج کی عدالت سے نوٹس جاری ہوا ہے کہ وہ وجہ بیان کریں کہ کیوں ان کے خلاف جائداد کی قرقی اور گرفتاری کے وارنٹ جاری نہ کئے جائیں۔ کیونکہ وہ عدالت کے حکم کے مطابق بورڈ کے ٹرسٹیوں کا اجلاس طلب کرنے سے قاصر رہے ہیں۔

مولانا اسمٰعیل صاحب غزنوی کے چھوٹے بھائی سید عبدالحمید غزنوی ایک ماہ بیمار رہنے کے بعد ۲۲-۲۳ر اکتوبر کی درمیانی رات لاہور میں انتقال کر گئے۔ ہمیں اس صدمہ میں مولانا سے دلی ہمدردی ہے۔

روسی گورنمنٹ کے زیر اہتمام سائنس کی نئی نئی ایجادیں کرنے کی ایک سکیم جاری کی گئی تھی۔ جس کے سلسلہ میں ماسکو سے ۲۳ر اکتوبر کی اطلاع ہے کہ سمرقند کے ایک روسی نوجوان نے ایک آہنی چولہا ایجاد کیا ہے جس میں نہ آگ جلائی جاتی ہے نہ بجلی کے ذریعہ گرمی پیدا کی جاتی ہے۔ بلکہ سائنس کی مدد سے سورج کی کرنیں اس میں جمع کر کے ۱۰۵ درجہ حرارت تک گرمی پیدا کر لی جاتی ہے۔ ۴۵ منٹ کے اندر اس چولہے پر روٹی اور چائے پکائی گئی ہے۔

لنکا شائر کے ایک ہفتہ وار انگریزی رسالہ میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ایک ہاتھ کٹے انگریز نے پاؤں سے تصویر کشی کے فن میں مہارت حاصل کر کے اپنی روزی پیدا کرنی شروع کر دی ہے۔

لارڈ ولنگڈن کے فرزند وسکونٹ راٹنڈن اپنے والدین سے ملنے کے لئے اس ماہ کے اختتام پر انگلستان سے دہلی آ رہے ہیں۔

الور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ تجارہ میں جو فرقہ وارانہ فساد ہوئے تھے۔ اس کے سلسلہ میں تمام ہندو ملزمین کو رہا کر دیا گیا۔ اور دس مسلمانوں کو چھ چھ ماہ قید سخت کی سزا دی گئی۔

ریاست گوالیار میں مسلمانوں کو گائے کے علاوہ بھینس ذبح کرنے کی بھی ممانعت ہے۔ جبل پور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حال میں پولیس نے دو مسلمانوں کو ایک بھینس ذبح کرنے کے جرم میں گرفتار کر لیا۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی